لوگ دور دور سے ریگستان عرب کی سخت اور دشوار گذار منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوتے اور ظاہر و باطن کے فیض سے مستفید و مستفیض ہوتے۔ چنانچہ حج کے موقعے پر آپ کی خدمت میں بعض اوقات ہزاروں آدمیوں کا اژدحام ہو جایا کرتا تھا۔

(۵) امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بارہ اماموں میں سے آپ پانچویں ہیں۔ باقی ساتوں آپ کی اولاد میں سے ہیں + اسم مبارک محمد ہے۔ کنیت ابو جعفر۔ لقب باقر۔ شاکر اور ہادی مگر ان تینوں میں سے پہلا سب سے زیادہ مشہور ہے۔ چونکہ بقر کے معنی علم میں وسعت ہیں۔ اس لئے علوم میں متبحر ہونے کی وجہ سے آپ کا لقب باقر ہو گیا +

آپ کے والد کا اسم گرامی علی ہے۔ جو امام زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں۔ والدہ کا مبارک نام فاطمہ ہے۔ وہ جناب امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ اور اُم عبداللہ اُن کی کنیت ہے پس آپ ماں اور باپ دونو کی جانب سے علوی ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ آپ دو علویوں کے سب سے پہلے فرزند ہیں +

مدینے میں جمعے کے دن ماہ صفر کی تیسری تاریخ ۵۷ھ کو پیدا ہوئے مگر بعض کے نزدیک آپ کا روز ولادت منگل کا دن ہے اور بعض کے خیال میں پیر کا دن۔ ایسا ہی تاریخ ولادت بھی کسی نے یکم رجب اور کسی نے ۲۲ رجب بیان کی ہے +

آپ کے دادا جناب امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے جن دنوں مدینہ چھوڑ کر کے تشریف لے گئے۔ آپ کی عمر کچھ اوپر تین سال کی تھی اور آپ سنگے سے مدینے سے کربلا کے سفر میں ان کے ساتھ تھے۔ واقعہ کربلا میں آپ دادا اور کچھ کم چار برس کی عمر کے بچے تھے۔ شام اور وہاں سے مدینے کی واپسی کے سفروں میں آپ اپنے والد بزرگوار کی معیت میں رہے۔ جن کی وفات کے وقت

(سنہ ۹۵ھ میں) آپ کی عمر کچھ کم ۴۰ سال کی تھی +

آپ بڑے فاضل عالم متبحر اور وسیع العلم تھے۔ اسی بنا پر آپ کا لقب باقر ہے جس کے معنی ہیں بڑا عالم۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جناب رسول خدا صلعم نے اس لقب سے ملقب کیا تھا +

جناب جابرؓ حضور نبوی کے صحابہ میں سے ہیں اور وہ آپ کے زمانے تک زندہ تھے۔ مگر نابینا ہو گئے تھے۔ آپ نے ان کے پاس پہنچ کر السلام علیکم کہا تو انھوں نے سلام کا جواب دے کر پوچھا صاحبزادے تم کون ہو۔ آپ نے کہا میں ہوں حسینؑ کا پوتا۔ زین العابدین کا بیٹا باقر۔ حضرت جابر نے یہ سن کر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور بڑی تعظیم تکریم کی اور پھر کہا۔ جناب رسول خدا صلعم کی طرف سے آپ کو سلام پہنچے۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر پوچھا یہ کیونکر۔ انہوں نے کہا۔ میں ایک دن بارگاہ نبوی میں حاضر تھا کہ حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ اے جابر شاید تم اس وقت تک زندہ رہو۔ کہ میری اولاد میں سے میرے اس فرزند کو دیکھو جس کا نام محمد بن علی بن حسین ہے۔ اسے نور حکمت اور علم دین دیا گیا ہے۔ وہ ہے باقر۔ اسے میرا سلام پہنچا دینا سو خدا کا شکر ہے کہ میں اس فرض سے عہدہ برآ ہوا +

یہ بھی روایت ہے۔ کہ جناب جابرؓ سیاہ عمامہ باندھے مسجد نبوی میں بیٹھ کر پکارا کرتے یا باقر۔ اس پر لوگ ہنستے اور ان کی اس بات کو لغو جانتے مگر وہ کہا کرتے کہ میں کوئی لغو بات نہیں کہہ رہا۔ اس نام کے شخص کا مجھے جناب نبوی سے پتا ملا ہوا ہے اور مجھے حکم ہے۔ کہ اسے حضور علیہ السلام کا سلام پہنچاؤں۔ اس لئے اس کی تلاش کے لئے ایسا کہتا ہوں +

آپ اپنے والد بزرگوار کی طرح جنہوں نے ولید بن عبدالملک کے زمانے ۹۴ھ کو وفات پائی۔ مدینے میں ہی سکونت پذیر رہے۔ بڑے خشوع و خضوع سے عبادت کرتے۔ بارگاہ ایزدی میں تضرع وزاری فرماتے۔ کلام اللہ شریف کی تلاوت اس خوش آوازی اور خوبی سے کرتے کہ سننے والے مست ہو جاتے۔ عفت و پارسائی اور

زُہد واتقا آپ کا شیوہ تھا۔ آلِ رسول ہونے کے ساتھ ان خوبیوں اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے عام اہلِ اسلام آپ کی بہت عزّت و تعظیم کرتے اور بڑے ادب سے پیش آتے اسی وجہ سے بعض خُلفائے بنی اُمیّہ کو یہ اندیشہ لگا رہتا تھا کہ کہیں آپ خلافت کا دعوےٰ نہ کر بیٹھیں چنانچہ اسی خیال سے وہ آپ کی نگرانی کرتے ۔

عبدالملک بن مروان کے تین بیٹوں ولید سلیمان یزید اور ایک بھتیجے جناب عمرؒ بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں آپ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ ان میں سے کسی نے بھی آپ کی جانب آنکھ بھر کر نہیں دیکھی۔ مگر ہشام بن عبدالملک نے جو ۱۰۵ھ سے ۱۲۵ھ تک حکمران رہا بعض مخالفوں کے کہنے سُننے پر آپ کو تکلیف پہنچائی۔ چنانچہ امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ ہشام بن عبدالملک حج کو آیا۔ اسی سال جناب صادق بھی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ حج کو گئے۔ اور اُنہوں نے کسی مجمعِ عام میں اپنی بزرگی و فضیلت کی نسبت نہایت برجستہ تقریر فرمائی جسے بعض دشمنوں نے ہشام کو سُنا کر اس کے دل میں شک سا پیدا کر دیا۔ مکّے میں تو اُس نے کچھ کہا نہیں۔ دمشق جا کر حکم بھیجا کہ آپ کو اور آپ کے صاحبزادے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو شام میں بھیج دیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور دونو باپ بیٹا مدینے سے دارالخلافت میں بھیجے گئے۔ جب دربار میں پہنچے تو ہشام تخت پر بیٹھا تھا۔ اس کا سارا لشکر سجا سجایا اور مسلح دو صفوں میں سامنے کھڑا تھا۔ وہ خود تیر اندازی کے فنون کا معائنہ کر رہا تھا۔ آپ کو دیکھ کر تکلیف دی کہ اپنے فن تیر اندازی کا کمال دکھائیں۔ آپ نے پہلے تو عُذر کیا مگر اس کے اصرار پر تیر اندازی شروع کی تو پہلا تیر نشانے پر بیٹھا۔ دوسرا پہلے کے پیکان میں جا گھسا۔ اسی طرح نو تیروں کا سلسلہ بنا دیا جسے دیکھ کر ہشام حیران رہ گیا پھر آپ کو اپنے پاس بُلا کر پوچھا۔ یہ فن کس سے حاصل کیا؟ اس کے جواب میں آپ نے اپنے عالی خاندان کے فضل و کمال اور علوشان کی بابت جو تقریر فرمائی اُسے سُن کر ہشام نے واپسی کی اجازت دے دی۔ دربار سے نکلے تو عیسائیوں کا ایک گروہ ملا۔ اُن کے رہبان سے علمی

مُباحثہ ہُوا جس میں آپ نے اُسے لاجواب کر دیا۔ یہ خبر شہر میں پھیلی تو آپ کی علمیت و فضیلت کی دھاک بندھی۔ اس سے ہشام کو کچھ خدشہ پیدا ہوا۔ اور اس نے آپ کو فی الفور مدینے کی جانب روانہ کر دیا۔ مگر راستے کے علاقوں میں عیسائیوں کے ساتھ آپ کے مکالمے کو اُلٹا رنگ دے کر مشہور کرا دیا کہ آپ عیسائی ہو گئے ہیں۔ اس لئے جہاں پہنچتے وہاں کے لوگ ملنے کے روادار نہ ہوتے۔ لیکن آپ بہت جلد اُن کا یہ واہمہ دُور کر دیتے۔ غرض راستے کی ان مشکلات کو حل کرتے ہوتے آپ مدینے میں واپس آ گئے +

ایک روایت یُوں بھی ہے۔ کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کے دوسرے بیٹے زید کا دعوےٰ تھا۔ کہ آپ کی نسبت عمر میں بڑے ہونے کی وجہ سے وہ خاندان علوی کے سرپرست ہونے کے زیادہ تر حقدار ہیں۔ مگر جب ان کو اپنے دعوے میں ناکامیابی ہوئی۔ تو اُنہوں نے شام میں جاکر خلیفۂ وقت کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔ چنانچہ اُس نے آپ کو قید کر کے شام میں بھیج دینے کا حکم عامل مدینہ کے نام جاری کیا۔ لیکن حاکم نے خلیفے کو لکھا۔ ایک ایسے شخص کو مقید کرنے میں کوئی مصلحت معلوم نہیں ہوتی جو عبادت میں مصروف رہتا ہے زہد و اتقا کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اور سلطنت لینے کا خیال کبھی اپنے دل میں آنے نہیں دیتا۔ ایسے عابد و زاہد۔ متقی و پارسا اور نیکدل انسان کو بلاوجہ تکلیف دینا زوال سلطنت کا موجب ہوگا۔ یہ جواب سُن کر خلیفے نے اپنے پہلے حکم کو منسوخ کیا اور زید کو بے نیل مرام مدینے میں واپس بھیج دیا +

جب آپ ۵۷ یا بقول بعض ۵۸ یا ۶۳ سال کے ہوئے تو بیمار ہو کر منگل یا پیر کے دن فردوس بریں میں پہنچے۔ اور جنت البقیع میں اپنے والد مکرم اور اپنے دادا جناب حسنؓ کے پاس دفن ہوئے +

ایک روایت یُوں بھی ہے۔ کہ آپ کو ہشام بن عبد الملک نے زید بن حسنؓ کے ہاتھ چند تحائف بھیجے تھے۔ اور بظاہر یہ لکھا تھا کہ آپ زید کا مناسب تدارک کریں۔ مگر ان تحائف میں ایک زہر آلودہ زین بھیجا تھا جسے گھوڑے پر رکھنے سے آپ کو

اس کا زہر چڑھا اور اسی سے آپ جنت اعلےٰ میں جا پہنچے +
آپ کی تاریخ وفات ۷ یا ۱۰ ذی الحج سنہ ۱۱۴ھ ہے۔ مگر مہینے کا نام بعض نے ربیع الاول اور بعض نے ربیع الآخر لکھا ہے۔ اور ایسا ہی کسی نے سنہ ۱۱۶ھ اور کسی نے سنہ ۱۱۸ھ میں آپ کا وصال بیان کیا ہے مگر آخری دونو سنہ ظاہراً صحیح نہیں ہیں +
ذیل کے اشعار سے آپ کا سنہ ولادت اور تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے ؎

(۱) آں امامے کہ باقرش نام است   ہادی خاص و مرشد عام ست
سال مولود آں سعید و رشید   عقل با صد نشاط گفت مجید ۵۷
ہفت ذی الحج و دو شنبہ بود   کہ سوئے خلد شاہ عزم نمود
سال شنقار آں شہ دوراں   ہاتف غیب گفت باز جناں ۱۱۴

(۲) حضرت باقر امام باصفا   قرۃ چشم شہ خیر الکرام
ہست والی مہدا تولید او   نیز محبوب ست نزد خاص و عام
سال وصل او بگو ہادی عزیز   ہم بخواں اے یار ہادی انام
سن ترحیلش امام ایزدی ست   ہم ولی اللہ داں اے نیک نام
اہل دل زآفاق چوں پرسد گفت   سال وصل او برآمد والسلام

آپ علم و فضل اور صورت و سیرت میں اپنے باپ دادوں کے مشابہ تھے۔ آپ کی حرم محترم ایک توام فردہ تھیں جو قاسم بن محمد بن ابو بکرؓ اور اسما بنت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کی بیٹی ہیں۔ دوسری ام حکیم بنت اسد بن مغیرہ ثقفیہ۔ ان کے علاوہ کنیزکیں بھی تھیں +
آپ کی اولاد میں سے دو بیٹیاں تھیں اور یہ پانچ بیٹے جعفر صادق۔ عبداللہ اکبر۔ عبداللہ اصغر۔ ابراہیم اور علی۔ ان میں سے پہلے دو بڑے پائے کے بزرگ ہیں +

(۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالٰی عنہ

آپ بارہ اماموں میں سے چھٹے امام اور باقی چھ آپ کی اولاد میں سے ہیں +
اسم مبارک جعفر ہے۔ کنیت ابو عبداللہ یا ابو اسمٰعیل۔ لقب صادق۔ صابر۔ طاہر۔ فاضل۔ مگر پہلا (صادق) اتنا مشہور ہے کہ آپ جعفر صادق کہلاتے ہیں +
آپ کے والد کا اسم گرامی جناب محمد باقرؒ ہے اور والدہ معظمہ کا نام ام فروہ فاطمہ بنت محمد بن ابو بکرؓ +

مختلف روایتوں کے بموجب آپ پیر یا جمعے کے دن ۱۳ یا ۱۷ ربیع الاول یا یکم رجب ۸۰ھ یا ۸ رمضان ۸۳ھ کو مدینے میں پیدا ہوئے۔ اور بقول بعض ۸۶ھ کو۔ محرم ۸۳ھ میں آپ کی ولادت کو زیادہ ترجیح سمجھا جاتا ہے۔ پس جب آپ کے دادا جناب امام زین العابدین نے جنت کی راہ لی آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔ اپنے فضیلت مآب والد مکرم کی وفات شریف پر آپ ۳۷ سال کے تھے +

اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۱۴ھ میں آپ بنی ہاشم کے سرپرست ہوئے۔ اس عرصے میں آپ کبھی تو مدینے رہتے تھے کبھی عراق میں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے بنی اُمیّہ کا چراغ گل ہوا۔ اور بنی عباس نے سلطنت پر تسلط پایا۔ چنانچہ ہشام بن عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک ۱۲۵ھ سے ۱۲۶ھ تک ابو خالد یزید ناقص بن ولید چھ مہینے۔ ابراہیم بن ولید ستر دن۔ مروان حمار بن محمد ۱۲۷ھ سے ۱۳۲ھ تک حکمران رہے مروان پر بنی اُمیّہ کا خاتمہ ہو گیا۔ جسے بنی عباس کے پہلے خلیفے ابو العباس عبداللہ بن محمد المعروف بہ سفاح نے شکست دے کر مروا ڈالا۔ سفاح نے ۱۳۶ھ میں وفات پائی تو اس کا بھائی ابو جعفر عبداللہ منصور خلیفہ ہوا جس نے ۱۳۶ھ سے ۱۵۸ھ تک سلطنت کی +

بنی اُمیّہ نے آپ سے کبھی کوئی باز پرس نہیں کی اور آپ اطمینان و آرام کے ساتھ مدینے میں طاعت و عبادت کرتے۔ خلق اللہ کو اپنے فیوض باطنی و ظاہری سے مستفید

مستفیض فرماتے رہے۔ جب سلطنت بنی عباس کے ہاتھ آئی تو سفاح نے آپ کو
ترق میں بلایا ملاقات کی۔ آپ کے اخلاق حمیدہ۔ اوصاف ستودہ علمی لیاقت و
قابلیت اور فضیلت کا قائل ہوا۔ ساتھ ہی اُسے اس امر سے بھی تسلی ہوئی کہ آپ
کو معاملات سلطنت کی طرف کوئی التفات نہیں۔ اس لئے اس نے آپ کو مدینے
واپس بھیج دیا +

منصور دوانقی نے سلطنت سنبھالی تو کسی دشمن نے اس سے آپ کی چغلی
جا لگائی۔ منصور نے آپ کو دربار میں بلوا کر نہایت طیش اور غصے کے لہجے میں کہا
جعفر اگر میں تم کو قتل نہ کروں تو خدا مجھ کو قتل کر ڈالے۔ جب سے میرے کان میں
یہ بھنک پڑی ہے۔ کہ تم زمین میں ہر طرف فسادات برپا کرتے پھرتے اور چاہتے
ہو کہ زمین کو مسلمانوں کی خونریزی سے آلودہ کر دیں اپنی انگلیاں چبا چبا لیتا
ہوں۔ آپ نے نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ فرمایا۔ نہ میں نے زمین میں
کسی طرح کا فساد پھیلایا نہ پھیلانا چاہتا ہوں مسلمانوں کی خونریزی کا نہ کبھی
مجھے خیال آیا نہ آسکتا ہے۔ جس شخص نے آپ کے دل میں یہ خیال ڈالا ہے محض
جھوٹا اور مفتری ہے۔ آپ اُسے میرے سامنے قسم دلا کر پوچھیں تو ابھی جھوٹ سچ
میں امتیاز ہو جائیگا۔ چغل خور کوئی معقول بات بیان نہ کر سکا۔ تو خلیفہ آپ سے
بہت خوش ہوا۔ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھا لیا اور جس نے چغلی کھائی
تھی اُسے قتل کروا دیا +

منصور نے عبداللہ المحض بن حسن مثنےٰ بن جناب امام حسنؓ کے مرجع عوام ہونے
کی شہرت سُنی تو انہیں مدینے سے بلوا کر قید کر لیا۔ چنانچہ اُنھوں نے ۱۴۵ھ میں
قید خانے میں ہی وفات پائی۔ اس لئے ان کے بڑے صاحبزادے محمد النفس الزکیہ
نے جو بڑے قابل دانشمند اور صاحب فضل و کمال تھے۔ حجاز میں اپنی خلافت
قائم کی اور بڑی سختی کے ساتھ آپ کو بھی عباسیوں کے ساتھ لڑنے کی تحریک کی۔
مگر آپ نے اپنے بڑھاپے اور ضعف کی وجہ سے معذرت کر دی ہاں اپنے دو

صاحبزادوں عبداللہ اور موسےٰ کو اُن کے ساتھ کر دیا۔ منصور کو نفس زکیہ کی تیاری جنگ کی اطلاع ملی تو اس نے مدینے پر ایک لشکر جرار بھیجا۔ دونوں طرف کی فوجیں صف آرا ہوئیں۔ کئی دنوں تک کشت و خون ہوتا رہا۔ آخر کار عین معرکہ جنگ میں محمد النفس الزکیہ شہید ہو گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ منصور نے ایک ہی دفعہ نہیں بلکہ کئی بار آپ کے شہید کر ڈالنے کا ارادہ کیا اور آپ کو اس غرض سے راتوں اپنے پاس بلوایا کرتا۔ مگر کوئی نہ کوئی کرامت دیکھ کر اپنے ارادے سے باز رہتا اور اذیت پہنچانے کی بجائے دیناروں کی تھیلیاں بھر کر آپ کو آپ کے مکان پر واپس بھیج دیا کرتا۔

آپ ۶۵ سال کی عمر میں بیمار ہوئے۔ جمعہ یا پیر ۱۵ رجب ۱۴۹ھ کو جنت بریں میں پہنچے مگر بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منصور دوانقی نے آپ کو زہر دلایا۔ اس کے اثر سے شہادت پائی۔ آپ اپنے باپ دادا اور پردادا جناب امام حسنؑ کے پاس جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

آپ کی عمر و تاریخ وفات میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ رجب کی بجائے ماہ شوال اور ۱۴۹ھ کی بجائے ۱۴۸ھ میں آپ کا وصال بیان کیا گیا ہے۔ عمر میں اس سے بھی زیادہ اختلاف ہے۔ کسی نے تو ۷۰ کسی نے ۶۸ کسی نے ۷۱ لکھی ہے۔ ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت و سال وصال کا اظہار ہوتا ہے۔

آنکہ او بود جعفر صادق	لقب او ہست ثابت و واثق
سال مولود آں فہر بہشت رتجیب	بالف از اوج عرش گفت حبیب
ذات او بود خسرو دوراں	سال نقلش مہ جناں برخواں

آپ کے حرم محترم کا اسم گرامی فاطمہ ہے جو آپ کے چچا حسین بن امام زین العابدین کی بیٹی تھیں۔ ان کے علاوہ کئی ایک کنیزکیں بھی تھیں۔ اولاد میں تین یا چار بیٹیاں اور سات یا نو یا تیرہ بیٹے تھے۔ جن میں سے یہ پانچ علم و فضل کے امام مانے گئے ہیں۔ اسمٰعیل جو آپ کے سامنے فوت ہوئے اور فرقہ اسمعیلیہ انہیں کے ساتھ منسوب ہے۔

عبد اللہ - محمد - موسےٰ کاظم - اسحٰق - ان کے علاوہ دو اور کے نام عباس و علی ہیں +
اپنے باپ دادا کی طرح آپ بھی جمیل و شکیل - خوش اخلاق - نیک سیرت - عابد و زاہد - جواد و کریم تھے - آپ کا تقدس و تعزز مسلم تھا - اور فضلائے و علمائے زمانہ میں سے سب سے بڑھ چڑھ کر - بعض اولیائے کرام کو آپ سے فیضان ظاہری و باطنی حاصل ہؤا - جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ سے ارادت تھی - چنانچہ وہ آپ کی شاگردی پر فخر فرماتے اور کہتے کہ اگر میں جناب جعفر کو نہ پاتا تو ہلاک ہو جاتا +
آپ کے مناقب و کمالات - آپ کی کرامات اور آپ کے ہدایت بخش کلمات قدسی آیات سے بڑی بڑی ضخیم کتابیں تیار کی گئی ہیں - اور علوم میں فضل و کمال کے علاوہ علم کیمیا - علم زجر - علم فال (جفر) میں آپ کو کامل مہارت تھی - چنانچہ آپ کے ایک شاگرد ابو موسےٰ جابر بن حیان صوفی طرطوسی نے علم جفر وغیرہ میں ایک ہزار صفحے کی کتاب لکھی ہے - جس میں آپ کے رسائل بھی شامل ہیں +

(۷) حضرت امام موسےٰ کاظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ بارہ اماموں میں سے ساتویں امام ہیں - اور باقی پانچوں آپ کی اولاد میں سے ہیں +
آپ کا اسم مبارک موسےٰ ہے - کنیت ابو الحسن - ابو ابراہیم - ابو علی - ابو اسمٰعیل - مگر پہلی (ابو الحسن) سب سے زیادہ مشہور ہے - لقب کاظم - صابر - صالح - امین - ان میں سے کاظم کی اتنی شہرت ہے - کہ آپ موسےٰ کاظم کے نام سے متمیز ہوتے ہیں +
آپ کے والد معظم کا مبارک نام جناب امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ہے - اور والدہ کا اسم گرامی حمیدہ بربریہ جنہیں جناب امام محمد باقرؒ نے جناب امام جعفر کے لیے ستر دینار سے خریدا تھا - اور جناب جعفر صادقؒ سے پہلے ان کو کسی مرد نے مس نہیں کیا تھا +
آپ کی ولادت مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کے درمیان ایک مقام ابوا نام میں اتوار کے دن ۷ صفر ۱۲۸ھ کو ہوئی - مگر بعض نے منگل کے دن ۱۲۹ھ کو آپ کا پیدا ہونا

بیان کیا ہے۔ یہ زمانہ مروان حمار کی حکومت کا تھا جبکہ بنی عباس کی سلطنت کی بنیاد رکھی جارہی تھی +

اپنے جد امجد کی وفات شریف سے چودہ سال بعد آپ کی پیدائش ہوئی۔ اپنے والد عالی تبار کے انتقال پر ملال کے وقت بیس سال کی عمر کے تھے۔ منصور نے جب امام جعفر صادقؑ کی وفات کی خبر سُنی تو بظاہر افسوس کیا۔ مگر خفیہ حاکم مدینہ کو لکھا کہ جناب صادقؑ کے وصی کو بھی شربت شہادت سے سیراب کر دو۔ اس کے جواب میں حاکم مدینہ نے لکھا۔ جناب صادقؑ نے خلیفہ کو مجھے۔ اپنے دو بیٹوں عبداللہ اور موسےٰ کو اور موسےٰ کی والدہ حمیدہ کو وصی مقرر کیا ہے۔ اس لئے تعمیل ارشاد ہو نہیں سکتی۔ اس پر منصور چُپ رہا۔ اور آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دی +

۱۵۸ھ میں منصور مر گیا تو اس کا بیٹا ابو عبداللہ مہدی اس کا جانشین ہوا۔ اگرچہ آپ خلافت کے اہل تھے مگر آپ نے نہ کبھی دعوےٰ خلافت کیا اور نہ کسی عباسی خلیفہ کی کوئی مخالفت کی۔ تاہم مہدی کو یہ خبر دی گئی کہ آپ کے تقدس کا سکہ تمام حجاز میں بیٹھ گیا ہے۔ اور آپ خروج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ اس خبر کا آخری حصہ محض افترا تھا تو بھی مہدی بہت گھبرایا بغداد سے چل کر خود مدینے آیا۔ آپ کو اپنے ساتھ لیا اور بغداد میں واپس پہنچ کر آپ کو قید کر دیا +

ایک رات کا ذکر ہے۔ کہ مہدی نے جناب مرتضوی کو خواب میں دیکھا کہ وہ اُسے مخاطب کر کے سرزنش اور ملامت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۔ اس کا مفہوم کیا تم سے کچھ بعید ہے۔ کہ اگر جہاد کرنے سے پھر بیٹھو تو (اس صورت میں بھی) الگ ملک میں فساد کرنے اور اپنے رشتوں ناطوں کو توڑتے (سیپارہ ۲۶ سورہ محمد رکوع ۲) اس خواب کی دہشت سے وہ جاگ اُٹھا اور اُس نے اسی وقت اپنے حاجب ربیع کو قید خانے میں بھیجا۔ جو آپ کو اپنے ہمراہ لے آیا۔ مہدی نے آپ کو آتے دیکھا تو جھٹ تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ آپ سے معانقہ کیا۔ ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ تخت پر

بٹھا لیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ نہایت متانت سنجیدگی اور خاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتے رہے۔ آخر کار مہدی نے کہا۔ آپ مجھے اطمینان دلا سکتے ہیں۔ کہ مفسدوں کے ساتھ ہو کر مجھ پر خروج نہ کرو گے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا واللہ میں نے خروج نہیں کیا اور کرونگا بھی نہیں ۔ یہ سُن کر مہدی نے ربیع حاجب کو حکم دیا فوراً موسےٰ کے لئے سامان سفر مہیا کرو۔ اور دس ہزار درہم نذر کر کے عافیت کے ساتھ آپ کو مدینے میں پہنچا دو۔ ربیع نے راتوں رات سامان سفر جمع کر دیا اور صبح ہوتے ہی آپ مہدی سے رخصت ہو کر مدینے کو روانہ ہوئے +

اس کے بعد نہ مہدی نے آپ کو کوئی تکلیف دی اور نہ اس کے ۱۶۹ھ میں فوت ہو جانے پر اس کے جانشین ابو محمد موسےٰ ہادی نے۔ ہادی کے بعد ۱۷۰ھ میں مہدی کے بیٹے ابو جعفر ہارون الرشید نے خلافت پائی۔ تو ابتدا میں اس نے بھی آپ سے کوئی باز پرس نہیں کی مگر بعد ازاں چند بدخواہوں نے آپ کی نسبت جھوٹی باتیں تراش کر ہارون الرشید کو آپ کی جانب سے بہت بدظن کر دیا۔ چنانچہ وہ آپ کی گرفتاری کے ارادے سے ماہ رمضان ۱۷۹ھ میں روانہ ہو کر مکے پہنچا۔ حج کیا پھر روضہ منورہ نبوی کی زیارت کی۔ زیارت کے وقت اس کے ساتھ سارے قریشی رؤسا تھے۔ جن میں آپ بھی شامل تھے۔ ہارون الرشید نے فخر کے ساتھ کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا ابْنَ عَمِّ (اے رسول خدا میرے چچا کے بیٹے آپ پر سلام) تب آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتِ (آپ پر سلام اے میرے باپ) یہ کلام سُن کر ہارون کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ اور اس نے کہا البتہ یہ بہت بڑے فخر کی بات ہے +

اس کے بعد ہارون رشید نے آپ کو گرفتار کر کے خُفیہ طور پر بصرے میں وہاں کے والی عیسےٰ بن جعفر بن منصور کے پاس بھیج دیا جو ہارون رشید کا چچیرا بھائی تھا اس نے کچھ دنوں آپ کو محبوس رکھا۔ مگر بعد ازاں ہارون رشید کو لکھا میں نے موسےٰ کاظم کی بابت بہت تفحص کیا ہے۔ وہ عبادت مناجات باری اور تضرع

زاری کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتا۔ میں ایسے نیک مرد کو زیادہ دیر تک اپنے پاس اس حالت میں رکھنا پسند نہیں کرتا۔ انہیں اپنے پاس بلالو نہیں تو میں رہا کردونگا۔ اس پر ہارون رشید نے آپ کو بغداد میں بلا کر وہاں قید رکھا +

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اس زمانے میں ہارون رشید نے آپ کو کئی دفعہ رات کے وقت اس غرض سے اپنے پاس بلوایا کہ آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے مگر ہر دفعہ کوئی نہ کوئی کرامت دیکھی۔ جب آپ اس کے سامنے گئے تو تعظیم کی اور ہزاروں درہم پیش کر کے آپ کو قید خانے میں واپس کر دیا +

آخر کار پچپن یا چون سال کی عمر کے ہو کر جمعہ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو آپ قید خانے میں ہی راہی ملک بقا ہوئے۔ اور ظالموں کے روزانہ ظلم وستم سے بچ کر فردوس بریں میں پہنچے۔ سنہ وفات بعض نے ۱۸۱ھ اور بعض نے ۱۸۶ھ بھی بیان کیا ہے۔ اور تاریخ وفات ۵ کی بجائے ۸ رجب لکھی ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہارون رشید کے ایما پر اس کے وزیر اعظم یحییٰ بن خالد برمکی نے آپ کو چھوہارے میں زہر ملا کر دیا۔ اور اسی زہر کے اثر سے تین دن بیمار رہ کر آپ نے سفر آخرت اختیار کیا +

ہارون رشید کے بھائی سلیمان نے آپ کی تجہیز و تکفین اپنے ذمے لی چنانچہ بڑی عزت واحترام کے ساتھ قریش کے گورستان شونیزیہ میں دفن کرایا اور آپ کی ضریح مقدس پر ایک عالیشان گنبد تعمیر کرایا اور اسے جھاڑ فانوس اور شیشے آلات سے آراستہ کیا۔ یہ مقام اب کاظمین شریفین کے نام سے مشہور ہے +

ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت و وفات معلوم ہوتی ہے ؎

آنکہ موسیٰ کاظمش نام است	قدوۂ روزگار و امام ست
خلق را ہادی خفی و جلی ست	سال تولید او امام دلی ست (۱۲۸)
روز جمعہ آں امام نقل نمود	از رجب ماہ بست و پنج بود
ملک العرش در خلد بریں	سال نقلش بخواند عمدہ دین (۱۸۳)

مرقد آں امام در بغداد ہست بے شبہ اے بلند نژاد

آپ بدن کے دُبلے پتلے۔ سرو قد۔ گندمی رنگ۔ جوان نازنین اور بڑے حسین تھے۔ معلوم نہیں آپ کے حرم محترم کس قدر تھے۔ بیٹوں کی تعداد ۱۸یا ۲۵ تھی اور بیٹیوں کی ۱۸یا ۱۹۔ آپ کے فرزندوں کے یہ نام بعض کتابوں میں درج ہیں:۔ علی رضا۔ زید۔ ابراہیم۔ عقیل۔ ہارون۔ حسن۔ حسین۔ عبداللہ اکبر۔ عبداللہ اصغر۔ اسمٰعیل۔ محمد۔ احمد۔ جعفر۔ یحیےٰ۔ اسحٰق۔ عباس۔ ابوالقاسم۔ حمزہ۔ عون۔ فیضل۔ سلیمان۔ عبدالرحمٰن۔ قاسم۔ جعفر اکبر۔ جعفر اصغر۔ ان میں سے جناب علی رضاؓ اور احمدؓ بڑے عالم و فاضل اور عالی قدر ہیں۔

آپ بڑے عالم و فاضل اور عابد و زاہد تھے۔ ہر وقت عبادت میں رہتے۔ جن دنوں مقید تھے۔ دن رات ہر وقت سجدے میں ہی پڑے نظر آتے تھے۔ دن بھر روزے سے رہتے۔ عشا کی نماز کے وقت کچھ تناول فرماتے۔ آپ کے کرم و سخاوت کا یہ حال تھا۔ کہ جب دینے میں تھے دو دو۔ تین تین۔ چار چار سو دیناروں کی تھیلیاں بھروا کر بانٹا کرتے۔ ایک شخص کے پاس جو آپ کو اذیت دیا کرتا تھا ایک ہزار دینار بھجوا دئے۔ غربا کے حال پر بہت شفقت کرتے۔ اور اُن کے پاس رات کے وقت مال و زر بھیج دیا کرتے۔

(۸) حضرت امام علی رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ بارہ اماموں میں سے آٹھویں امام ہیں۔ اور باقی چاروں آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

آپ کا اسم مبارک علی ہے۔ کنیت ابوالحسن۔ لقب رضا۔ صابر۔ زکی۔ ولی۔ فاضل۔ رضی۔ وفی۔ قرۃ العین المومنین۔ غیظ الملحدین۔ جن میں سے پہلا (رضا) اتنا مشہور ہے۔ کہ آپ کے اسم گرامی کا جزو ہو گیا ہے۔ اور آپ علی رضا کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے والد مکرم کا مبارک نام امام موسےٰ کاظمؓ ہے۔ والدہ کے اسمائے گرامی

تکتم۔ نجمہ۔ ماروے لیکن سمان۔ ام البنین۔ خیزران۔ صقر۔ شقرا۔ شمانہ بیان کئے گئے ہیں۔ آپ کی جدہ معظمہ کی طرح وہ بھی بربری کنیز تھیں۔ جنھیں آپ کی جدہ مکرمہ نے خریدا تھا اور بعد ازاں آپ کے والد جناب موسیٰ کاظم ؑ کو دے دیا تھا۔

۱۱ ربیع الاول ۱۵۳ھ کو جمعرات یا جمعے کے دن آپ کی ولادت مدینے میں ہوئی مگر بعض روایتوں میں آپ کی پیدائش کی تاریخ ۱۱ ذی قعد یا ۱۱ ذی الحج اور دوسری روایتوں میں ۷ شوال یا ۸ شوال یا ۶ شوال بیان کی گئی ہے۔ سنہ ولادت بھی کسی نے ۱۵۱ھ لکھا ہے اور کسی نے ۱۴۸ھ۔

اپنے جد امجد کی وفات سے کوئی چار سال بعد آپ پیدا ہوئے۔ والد معظم کے وصال پر کچھ اوپر ۲۹ سال کے تھے۔ اس کے بعد اس وقت تک مدینے میں رہ کر طاعت و عبادت الٰہی میں مصروف رہے۔ جبکہ ہارون رشید نے آپ کو مرو میں طلب کیا۔

ہارون رشید نے آپ کے والد کی وفات کے بعد آپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے محمد ابو عبداللہ الامین نے بھی جو ۱۹۳ھ سے ۱۹۸ھ تک فرمانروا رہا کوئی اذیت نہیں پہنچائی۔

اس کے بعد ابوالعباس عبداللہ المامون نے تخت خلافت پایا تو وہ شہر مرو میں تھا اس نے پہلے گورنر کو بدل کر اپنے وزیر فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو عراق کا حاکم مقرر کیا۔ یہاں مشہور ہو گیا کہ مامون اپنے وزیر کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ خلیفے کا کوئی اختیار نہیں۔ اس لئے بنی عباس اور عادیوں میں مامون کی طرف سے ناراضگی پھیلی۔ عراق۔ یمن اور حجاز میں بغاوتیں ہوئیں۔ حسن بن سہل نے ان شورشوں کے مٹانے میں بہتیری کوشش کی مگر وہ ہر ایک مہم میں ناکام رہا۔ آخر کار پہلے حاکم کی امداد سے فتح پائی۔ جب شورش مٹی تو فضل بن سہل نے اسی پہلے حاکم کو جس کی مدد سے شورش مٹی تھی فساد کا بانی قرار دے کر قتل کرا دیا۔ یہ امر لوگوں کی زیادہ تر بدظنی

کا موجب ہؤا۔ جس کی وجہ سے پھر شورش اُٹھی۔ چونکہ ان جھگڑوں میں سب کے سب سرگروہ علوی بزرگوار تھے۔ اس لئے فضل نے ماموں کو یہ سبق پڑھایا۔ کہ اگر آپ کی جناب کو طلب کر کے ولی عہد مقرر کر دیا جائے تو سارے علویوں کے حوصلے ٹوٹ جائینگے اور یہ فساد رفع ہو جائیگا۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق آپ کو طلب کیا گیا۔

سنہ ۲۰۰ھ میں آپ اپنے اہل وعیال سے وداع ہو کر خراسان کو روانہ ہوئے اور بڑے آرام کے ساتھ مرو پہنچے۔ انہیں دنوں ماموں نے کئی ہزار رؤسائے بنی عباس کو بھی اپنے پاس بلوالیا تھا۔ آپ کے پہنچنے پر جمعرات کے دن ۵ رمضان سنہ ۲۰۱ھ میں ایک بڑا دربار کیا جس میں تین ہزار کے قریب بنی عباس اور اُن کے علاوہ ہزاروں رؤسا وشرفائے ملک بھی تھے۔ ماموں نے اس دربار میں کہا کہ میں نے بنی عباس اور علویوں پر نظر دوڑائی ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی جناب رضاؑ کے پائے کا نہیں۔ اس لئے میں انہیں اپنا ولی عہد سلطنت مقرر کرتا ہوں۔ پھر بنی عباس کا سیاہ قومی لباس بدل کر سبز لباس پہنا اور اس رنگ کو نشان سلطنت قرار دیا۔ آپ کے اسم گرامی کا سکہ چلایا اور خطبہ پڑھوایا۔ اگرچہ آپ اس امر پر رضامند نہ تھے مگر مجبوراً ماننا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ سنہ ۲۰۲ھ میں ماموں نے اپنی چہیتی بیٹی اُم جیدبہ کا نکاح آپ کے ساتھ کیا۔ اور اپنی دوسری بیٹی ام الفضل کو آپ کے فرزند ارجمند جناب محمد تقیؑ کے ساتھ منسوب کر دیا۔

ادھر تو ماموں نے تمام فسادوں کے رفع کرنے کی یہ تدبیر کی۔ اُدھر عراق کے بنی عباس نے آپ کے تقرر ولی عہدی سے سلطنت کو اپنے ہاتھ سے جاتا دیکھا تو ۵ محرم سنہ ۲۰۲ھ یا سنہ ۲۰۳ھ میں ماموں کی بیعت سے نکل کر ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ مقرر کر لیا اور حسن بن سہل کو شکست پہ شکست دی۔ مگر فضل نے ان باتوں کو ماموں سے چھپائے رکھا۔ آپ نے موقع پا کر خلیفے کو اصل حالات

سے اطلاع دی اور بتایا کہ یہ سارا جھگڑا فضل وحسن کی وجہ سے ہے کیونکہ عامۂ رعایا اور ارکان سلطنت ان سے راضی نہیں۔ مامون نے تحقیقات کی تو آپ کی باتیں صحیح نکلیں اس لئے ابراہیم کے شر مٹانے کو مرو سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ سرخس میں آیا تو چند امیروں سے مل کر فضل کو قتل کرا دیا جس پر مامون نے بظاہر بہت افسوس کیا اس کا ماتم رکھا اور قاتلوں کو گرفتار کر کے مروا ڈالا +

مامون نے شروع شروع میں اپنے دربار میں علویوں کا وہی ادب و احترام قائم رکھا جو ان کی شان کے شایاں اور سزاوار تھا۔ آپ سے وہ محبت دکھائی کہ بغیر آپ کے اسے چین ہی نہ پڑتا تھا۔ دونوں میں اتفاق و اتحاد اور یکجہتی اس قدر ہوئی جو ایک حقیقی پاک نفس مہربان بھائی کو بھائی کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب آپ مامون سے ملاقات کرنے جاتے تو امراے دربار نہایت جوش محبت اور تعظیم کے ساتھ آپ کا استقبال کرتے اور سرا پردہ جو خلیفہ کے آگے لٹکا رہتا تھا۔ آپ کے داخل ہونے کے لئے اُٹھا دیتے تھے مگر مامون تھا کانوں کا کچا اور ثبات و استقلال سے بے بہرہ۔ اس لئے بعض امراے دربار کے حسد و بغض۔ عباسیوں کی شورش اور آپ کی بیحد تعظیم ہوتی دیکھ کر بدگمان ہو گیا۔ اور بغیر اس کے کہ اصل حالات کی تحقیق کرے آپ کے درپے آزار ہی نہیں ہوا بلکہ جان لینے کی فکر میں پڑا +

ایک دفعہ مامون نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کے بھائی ہمارے دادا عباسؓ بن عبدالمطلب کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اس شخص کے حق میں وہ کیا کہہ سکتے ہیں جس کے بیٹوں کی اطاعت خداوند پاک نے خلائق پر فرض کی ہے۔ اور اس کی اطاعت اس کے بیٹوں پر۔ یہ سن کر مامون بہت خوش ہوا۔ اور آپ کو دس لاکھ درہم دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل کی گئی +

جب مامون طوس میں پہنچا تو اس نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور بہت سے انگور کھلائے۔ جس سے آپ بیمار ہو گئے۔ کہا گیا ہے۔ کہ ان انگوروں میں زہر ملا ہوا تھا۔ اور اس زہر کے اثر سے آپ علیل ہوئے۔ تین دن تک سخت تکلیف رہی۔

ابن زیاد بڑا ظالم اور چالاک آدمی تھا اس نے کوفے کے قریب پہنچ کر آپ کا سا
لباس پہنا اور شام کو اندھیرے منہ شہر میں داخل ہوا۔ کوفیوں نے سمجھا کہ آپ تشریف
لائے ہیں وہ اس بہانے دھوکے میں آ کر [illegible] شان و شوکت کے ساتھ
اُسے حاکم نشین مقام میں پہنچا گئے۔

دوسرے دن صبح ابن زیاد نے اپنی فوج کے پہنچ جانے پر کوفے میں اپنا تسلط جما
یزید کی طرف سے اپنے حاکم مقرر ہونے اور سب کو اطاعت یزید سے [illegible] انحراف نہ ہونے
کی تاکید کا اعلان کر دیا اور نافرمانی کرنے والوں کو اپنے ظلم و ستم و قتل و غارت کرنے
سے ڈرایا۔

اب کوفیوں کے چھکے چھوٹے۔ ہر ایک کو اپنے اپنے جان و مال اور اہل و عیال
کی فکر دامنگیر ہوئی۔ جناب مسلم بے یار و مددگار رہ گئے۔ جن مٹھی بھر آدمیوں نے [illegible]
کی معاونت کی وہ یا تو مارے گئے یا قید ہو گئے۔ جناب مسلم لڑ بھڑ کر سخت زخمی ہونے
کی وجہ سے ناتوان ہو گئے تو مخالفوں نے اسیر کر کے ۹ ذی الحج سنہ ۶۰ھ میں شہید
کر ڈالا اور اُن کا سر مبارک دار الامارت کے دروازے پر لٹکا دیا۔

جناب مسلم کے ساتھ اُن کے دو خرد سال بیٹے بھی تھے۔ باپ کی گرفتاری
کے بعد وہ مارے مارے پھرتے رہے آخر کار ایک بڑھیا نے اُن کو اپنے ہاں چھپا رکھا
اور دل و جان سے خدمت میں مصروف رہی۔ مگر تھوڑے دنوں بعد اُس کے
شقی القلب بیٹے کو خبر مل گئی اور اُس نے انعام کے لالچ میں دونوں صاحبزادوں
کو بڑی بے دردی سے دریائے فرات کے کنارے قتل کیا۔ لاشوں کو دریا میں بہا دیا
اور سر لے کر ابن زیاد کے حضور میں پہنچا مگر اُس نے ان معصوموں کے قتل کا
کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ اس لئے [illegible] بھیجا ہوں کے قاتل کو [illegible]
کرا کر [illegible] اظہار کا یہ [illegible] دیا۔

آپ [illegible] روانہ ہو کر جب کوفے کے قریب پہنچے تو جناب مسلم کی شہادت اور
ابن زیاد کے حملے کی خبر ملی۔ بلکہ ایک فوج مقابلے میں پائی جس نے آپ کو [illegible]

جانے دیا نہ دریا سے فرات کے کنارے اُترنے دیا۔ نہ واپس ہونے دیا۔ آخر کار آپ جمعرات کے دن ۲ محرم سنہ ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں خیمہ زن ہوئے +

ابن زیاد نے آپ کی آمد سُن کر عمرو بن سعد بن ابی وقاص کو جو رے کا صوبہ دار مقرر ہُوا تھا آپ کے مقابلے پر متعین کیا اور اُس نے دُنیاوی لالچ میں آکر آپ کو تیس ہزار کے لشکر جرار سے گھیر لیا۔ آپ نے پہلے تو ان مخالفوں کے ساتھ جنگ سے باز رہنے اور اپنے مدینے واپس چلے جانے کی نسبت گفتگو کی اور بہت سی پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ مگر اُنھوں نے بیعت کرنے یا لڑنے کے سوا کوئی اَور بات نہیں مانی + آخر کار ۸ محرم کو ابن زیاد کا تہدیدی حُکم ابن سعد کے نام پُہنچا۔ کہ یا تو آپکے ساتھ لڑکر آپ کا سر میرے پاس پُہنچاؤ یا رَے کی حکومت سے دستکش ہو کر سپہ سالاری کا منصب شمر ذی الجوشن کو دے دو۔ اس لئے عمرو بن سعد نے لڑائی کی ٹھانی +

اب دشمنوں نے آپ کے ڈیروں میں پانی نہ پُہنچنے کا سخت انتظام کر لیا تھا۔ اسلئے جب آپ کے ہمراہی مارے پیاس کے بیتاب ہوئے تو آپ کے بھائی جناب عباسؑ جو سقائے کربلا اور علمدار حسین کے خطابوں سے مُمتاز ہیں تیس سوار اور بیس پیادے لے کر دریا پر گئے۔ اور تھوڑے سے مقابلے کے ساتھ مشکیں بھر کر صحیح وسلامت واپس آئے +

جمعرات کے دن ۹ محرم سنہ ۶۱ھ کو عمرو بن سعد کے نام تاکیدی حکم پہنچا۔ اس لئے اُس نے اُسی وقت لڑائی کی ٹھانی مگر آپ نے اُس سے ایک رات کی مُہلت لی تاکہ اس آخری موقع پر دل کھول کر عبادتِ الٰہی کرلیں +

دوسرے دن جمعے کے روز ۱۰ محرم کی صبح کو آپ نے اپنے خیموں کے گرد خندق کھدوا کر اُس میں آگ روشن کرادی تاکہ دشمن دفعتًہ خیموں پر نہ آپڑیں۔ پھر آپ نے جناب رسُول خدا صلعم کا عمامہ سر پر باندھا۔ حضُور نبوی کی تلوار حمائل کی۔ گھوڑے پر سوار ہوئے اور ابن سعد کے لشکر کے پاس پُہنچ کر بآوازِ بلند اپنا حسب و نسب اور اپنے مناقب بیان کئے بہت سی نصیحت اور عذابِ اُخروی سے ڈرانے کی باتیں فرمائیں۔ مگر اُدھر سے یہی جواب ملا کہ ہم یہ سب کچھ جانتے ہیں لیکن آپ کے یزید

کی بیعت نہ کرنے کی حالت میں مقابلے بغیر کوئی چارہ نہیں - یہ جواب صاف پاکر آپ اپنی فرودگاہ میں واپس تشریف لے آئے +

جب دشمنوں کی فوج کے ایک ماتحت افسر حُر بن یزید ریاحی نے دیکھا کہ آپ کے ساتھ لڑنا ہی پڑیگا - تو اس نے ابن سعد کو اس ناواجب کام سے روکا - مگر جب ابن سعد کو اپنے ارادے سے ٹلتے نہ دیکھا تو خود مخالفت کو چھوڑکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر آپ سے اجازت پاکر آپ کی جانب سے یزیدی لشکر کے پاس آیا اور اُنہیں قتل اہل بیت کے گناہ سے ڈرایا مگر بے فائدہ - ابن سعد نے اس پر سب سے پہلے تیر چلایا - پھر ساری فوج نے اتنے تیر برسائے کہ آپ کے ڈیروں میں پہنچ کر بہت سے بزرگوں کے زخمی کرنے کا موجب بنے +

یہ حال دیکھ کر جناب حُرؓ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعدہٗ سب سے پہلے خود - پھر اُن کے تین متعلقین یکے بعد دیگرے آپ پر نثار ہوئے - میدان قتال گرم رہا اور نماز ظہر سے پہلے پہلے ایک ایک کرکے آپ کے نوا ور ہمراہی جام شہادت سے سیراب ہوئے - دو چار نے نماز خوف کے ادا ہوتے وقت آپ کی حفاظت کرتے ہوئے دشمنوں کے ہاتھوں اپنی جان دی +

نماز کے بعد آپ کے ہمراہیوں میں سے بائیس بزرگوار جُدا جُدا میدانِ جنگ میں گئے وادِ مردانگی دی اور آپ پر نثار ہو کر شہدائے کربلا میں داخل ہونے کی عزت سے مشرف ہوئے +

اب آپ کے تایا عقیل و جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی اولاد - آپ کے عالی مقدار برادر معظم جناب امام حسنؓ کے بیٹے اور خود آپ کی اولاد کی باری آئی - سب سے پہلے جناب عقیلؓ کے بیٹوں اور پوتوں - پھر جناب جعفرؓ کی اولاد نے ایک ایک ہو کر جنگ کی - ہر ایک نے دشمنوں کو اپنی دلاوری و بہادری دکھائی - بہتوں کی جان لی اور خود فردوس بریں کی راہ اختیار کی +

پھر جناب امام حسنؓ کے بیٹے جناب قاسمؓ و عبد اللہؓ اور بقول بعض بشیر نے

الگ الگ بالترتیب مخالفوں کا مقابلہ دلیری و شجاعت کے ساتھ کیا۔ ان میں سے جناب قاسم ابھی نابالغ تھے۔ وہ اور اُن کے بھائی عبداللہ دونو حُسن و جمال میں آپ اپنی مثال۔ اُنھوں نے بھی کتنے ہی نامی دشمنوں کو تلوار کے گھاٹ اُتارا اور آخرکار زخموں سے نڈھال ہو ہو کر جنّت اعلٰے کی راہ لی +

ان کے بعد آپ کے بھائیوں میں سے چار یا سات نے الگ الگ جاکر میدانِ جنگ کو لرزے میں ڈال ڈال دیا اور بہتیرے مخالفوں کو قتل کیا۔ پھر خود بھی اپنے شہید بھائیوں اور بھتیجوں کی راہ لی +

آپ کے بھائیوں میں سے سب کے بعد سقائے کربلا کی باری آئی۔ انھوں نے اہل بیت کی تشنگی اور پیاس دیکھ کر دریائے فرات سے پانی لانے کی ٹھانی۔ سوار ہو کر دشمنوں کو کاٹتے چھانٹتے نہر پر پہنچے۔ پانی بھرا اور واپس ہوئے۔ اس وقت یزیدی لشکر نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ تیروں کی بوچھاڑ سے مشک کو چھلنی کر دیا۔ شمشیر کے وار سے اُن کا ایک ہاتھ، پھر دوسرا بھی کاٹ ڈالا۔ آخرکار سینے میں جگر دوز اور جاں ستاں تیر لگا جس سے وہ ناتواں ہو کر گھوڑے سے گر پڑے۔ اس وقت ایک نابکار نے سرِ اقدس پر گُرز مار کر ساقیِ کوثر کے دلبند کربلا کے سقّا کو جامِ شہادت پلایا +

جناب عبّاس کی شہادت کے بعد آپ کے دوسرے بیٹے علی اصغر جو علی اکبر کے نام سے مشہور ہیں میدانِ جنگ میں گئے۔ یہ اٹھارہ برس کے نوجوان تھے شکل و صورت میں جناب نبوی کے مشابہ۔ اِس لئے وہ جدھر حملہ کرتے۔ مخالف مارے شرم کے بھاگ نکلتے۔ مگر پھر بھی بعض بے شرم و بیحیا مخالفوں نے مقابلہ کیا۔ گو آپ نے کوئی دو سو کے قریب یزیدی سپاہیوں کی جان لی۔ مگر خود بھی سخت زخمی ہو کر شہیدوں میں داخل ہوئے +

اب آپ کے ساتھیوں میں سے سوائے علی اکبر زین العابدین کے جوان دونوں بیمار تھے کوئی مرد باقی نہ رہا۔ اس لئے آپ خود بذاتِ مبارک میدان جنگ میں آئے اپنے ایک شیر خوار بچے عبداللہ (علی اصغر) کو ساتھ لائے۔ اور مخالفوں سے کہا۔ اس معصوم کو تو پانی پلا دو۔ مگر ظالموں نے اس بچے کے حلق میں تیر مار کر اسے جامِ شہادت

سے سیراب کیا۔

اس سانحۂ درد انگیز کے بعد آپ نے فوج مخالف پر دھاوا کیا اور اس شجاعت و دلیری سے لڑے کہ دشمنوں کے چھکّے چھوٹ گئے۔ خُون کی ندیاں بہ نکلیں۔ ہر طرف سے غُل اُٹھا کہ الامان الامان۔ اس پر آپ دریائے فرات کی طرف چل دئے۔ پانی میں گھوڑا ڈالا ہی تھا کہ ان نالائقوں نے آپ کو پانی پینے سے روکنے کی خاطر کہا لشکر خیموں میں پہنچ کر بے ستری کرنے کو ہے۔ اس لئے آپ وہاں سے پلٹے خیموں میں آئے تو پتا لگا کہ یہ صرف دشمنوں کی شرارت تھی۔ اس وقت آپ نے اہل بیت عصمت و طہارت کو تسکین و تشفّی کے کلمات تلقین کئے اور صبر و شکیبائی کی تاکید فرمائی۔ پھر مکرّر مخالفین کے لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ جنہوں نے آپ پر اتنے تیر برسائے کہ بدن میں لگے ہوئے تیروں سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پر نکل آئے ہیں۔ آخر کار آپ سخت مضمحل اور ناتواں ہو گئے۔ یہ دیکھ کر شمر ذوالجوشن جو فوج مخالف میں غالباً سب سے زیادہ شقی القلب اور دشمن اہل بیت تھا اپنے ہی قماش کے چھ آدمی ساتھ لے کر آیا اور آپ کو نرغے میں کر کے شہید کر ڈالا۔ سر مبارک کاٹ لیا اور جسد مبارک کو جو بیشمار زخموں سے چھلنی ہو رہا تھا گرد و غبار میں چھوڑ دیا۔

آپ کی شہادت کے بعد یزیدی لشکر نے تمام شہیدوں کی لاشوں پر گھوڑے دوڑا کر اُنہیں پامال کیا۔ ادھر خیموں میں آگ لگا کر لوٹ مچا دی۔ پھر قتل و غارت کے بعد سروں کو نیزوں پر چڑھایا۔ جناب سجّاد اور سرا پردگیان عصمت مآب کو آپ کی بہنوں سمیت بے حرمتی سے اونٹوں پر بٹھایا اور کُوفے میں لے آئے جہاں سے یہ اہلبیت کے اسیروں کا قافلہ سروں سمیت دمشق میں پہنچا۔ یزید نے پہلے تو بڑی بدسلوکی اور بے ادبیاں کیں مگر کچھ دنوں بعد اس نے جناب زین العابدین اور اہل بیتِ نبُوّت کو قید سے رہائی دی اور مدینے کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ جناب سجّاد کربلا ہوتے ہوئے مدینے آئے اور باقی عمر یہیں بسر کی۔

شہادت کے تیسرے دن کربلا کی نواح کے ایک گاؤں غامریہ کے لوگوں نے

آپ کو اور دیگر شہدائے کربلا کو نماز جنازہ پڑھ کر وہیں دفن کر دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ستاون اٹھاون سال کی تھی۔ ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت و وفات وغیرہ کا پتا ملتا ہے ؎

سیّد تقیؑ شہ کونین — بگماں آمدہ امام حسین
قرۃ العین مصطفٰے و بتُول — گلشنِ وضۂ فروع و اصول
گز بحرفِ نخست بسم اللہ — سر الحمد را کنی ہمراہ
سال مولود آں شہنشہ دیں — مے بر آید ازاں دو حرف مبیں
سخن مختلف زعام این ست — سال مولود او سرِ دین ست
جمعہ و عاشر محرم بُود — کہ ز عالم امام نقل نمُود
سُورۂ فاتحہ تمام بخواں — بعد ازآں ہر دو حرف مقطع آں
بیشک و ریب بنگری دو گواہ — بہر سال شہادت آں شاہ
سال نقلش بگو بہ محنت و غم — کہ بروں شد امام از عالم
سال وصلش بگفت غمگینے — سر دیں را برید بے دینے
مرقد اُو بکربلا آمد — ہر دو عالم برو فدا آمد

آپ اُن پنجتن پاک میں سے پانچویں ہیں جن کے حق میں آیۂ تطہیر اُتری اور جو نجرانی عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کرنے نکلے تھے۔ آپ کے مناقب بیشمار ہیں۔ از انجملہ چند جناب حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان ہو چکے ہیں حضور علیہ السلام نے آپ کی شہادت کی خبر بھی دی تھی +

آپ کمر سے سر تک جناب مرتضٰے کے اور پاؤں سے کمر تک حضور مُصطفٰے کے مشابہ تھے۔ چہرہ نورانی۔ حسن وجمال میں لاثانی +

آپ کے حرم چھ تھے۔ بیٹے چار اور بیٹیاں دو۔ بیٹوں کے نام علیؑ زین العابدین۔ علی اکبر۔ عبد اللہ اور جعفر ہیں۔ بیٹیاں سکینہ اور فاطمہ۔ ان میں سے جعفر بچپن میں فوت ہو گئے۔ پہلے کے سوا باقی دونو کربلا میں شہید ہوئے۔ مگر اولاد صرف

جناب علی زین العابدین سے ہوئی +

آپ جود وسخا - زہد و اتقا - حلم و حیا - عفو خطا میں بیمثال تھے - غریبوں کی دلداری - عبادت و شب بیداری میں بدرجۂ کمال تھے - تواضع و انکسار آپ کا شیوہ - سادگی اور خودداری آپ کا طریقہ - شعرا کے قدردان - دوستوں اور رشتہ داروں پر مہربان - بڑے عالم و فاضل - مسائل دینی میں ماہر کامل - شریعت کے پورے پورے پابند - شجاع و دلیر اور تنومند - بڑے عقیل و فہیم - اول درجے کے مہربان و رحیم - پچیس حج پا پیادہ ادا کئے - رات دن میں ہزار رکعت تک نوافل پڑھا کرتے + آپ سے آٹھ حدیثیں روایت کی گئی ہیں +

(۴) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بارہ اماموں میں سے آپ چوتھے امام اور جناب امام حسینؓ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں آ باقی آٹھوں امام آپ ہی کی اولاد میں سے ہیں - بلکہ کل حسینی سادات کے جد امجد بھی آپ ہی ہیں +

اسم مبارک علی ہے - آپ اپنے والد معظمؓ کے سب سے بڑے فرزند ہیں - اگرچہ ہیں تو علی اکبر مگر علی اصغر اور علی اوسط کے ناموں سے بھی مشہور ہیں +

آپ مدینے میں پیدا ہوئے - یوم پیدائش کسی نے جمعہ - کسی نے جمعرات کسی نے شنبہ بیان کیا ہے - تاریخ ولادت ۵ اجمادی الاول یا ۱۵ جمادی الثانی اور بقول بعض ۵ شعبان ہے - پیدا ہونے کا سنہ کسی نے ۳۶ھ اور کسی نے ۳۷ھ اور کسی نے ۳۸ھ بیان کیا ہے - مگر آخری کی صحت پر زیادہ وثوق ہے +

آپ کی کنیت ابو محمد - ابوالحسن اور ابوبکر ہے - القاب شریف زین العابدین - سجاد - ذوالثفنات - سید العابدین - ابن الخیرتین - ذکی - امین - ان میں سے پہلا (زین العابدین) اور دوسرا (سجاد) بہت مشہور ہیں +

آپ کلام الٰہی میں آیۂ سجدہ پڑھتے تو فی الفور سجدہ کرتے - جب کوئی نعمت حاصل

ہوتی یا کسی مصیبت سے بچتے۔ یا کسی کے مکروفریب میں پھنسنے سے بچ جاتے۔ یا نماز فریضہ سے فارغ ہوتے۔ یا دو آدمیوں کے مابین صلح کرا دیتے۔ تو بھی سجدہ کئے بغیر نہ رہتے۔ غرض ہر ایک بات پر سجدۂ شکر ادا کیا کرتے۔ اسی واسطے آپ سجّاد کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اس کثرت سے سجدے کرنے کا نتیجہ یہ بھی ہؤا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر گھٹّے پڑ گئے۔ جن کو آپ سال میں دو دفعہ کٹوا دیا کرتے۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب ذوالثفنات (برآمدگیوں کا صاحب) ہوّا +

آپ کا پہلا لقب جو آپ کے اسم گرامی کی طرح مستعمل ہے۔ اس کے متعلق سعید بن مسیبؓ نے ابن عباسؓ سے یوں روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ کہاں ہے زین العابدین۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا فرزند علی بن حسین آکر صفوں کو چیرتا ہؤا عرش الٰہی کے پاس پہنچ گیا ہے۔ اسی لقب کے متعلق اہل تاریخ نے یہ دلچسپ حکایت بھی بیان کی ہے کہ ایک رات آپ نماز تہجّد پڑھ رہے تھے کہ شیطان لعین ایک نہایت ہی خوفناک اژدہے کی صورت بنا کر آپ کے سامنے آکر کھڑا ہؤا تاکہ آپ ڈر کر نماز چھوڑ دیں۔ مگر آپنے اس کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی اور حسب دستور بڑے اطمینان قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں مصروف رہے۔ تب اُس مردود نے پائے مُبارک کو کاٹ کھایا۔ اور اس زور سے کاٹا کہ زخم سے نیلا نیلا پانی بہنے لگا۔ پاؤں پر حد سے زیادہ ورم آگیا اور سخت درد ہؤا مگر باوجود ان سب تکالیف کے آپ حسب معمول محویّت اور استغراق کے ساتھ مصروف نماز رہے۔ اسی اثنا میں ایک طرف سے دفعتہً آواز آئی کہ یہ اصل میں اژدہا نہیں اژدہے کی صورت میں شیطان ہے۔ آپ نے اُسے طمانچہ مارا اور لاحول پڑھی تو وہ اژدہا دھُواں بن کر اُڑ گیا۔ اس وقت غیب سے آواز آئی یا زین العابدین۔ پس آپ اُسی روز سے اس لقب کے ساتھ مشہور ہو گئے +

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے۔ خدا کے بندوں میں سے دو برگزیدہ ہیں۔ عرب میں قریش۔ عجم میں فارس (شاہی خاندان ایران)

اور چونکہ آپ کے والد قریش کے برگزیدہ وچیدہ عالی قدر امام جناب امام حسینؓ ہیں اور والدۂ معظمہ یزدگرد آخری شاہ ایران کی بیٹی جناب شہر بانو ہیں۔ اس لئے آپ کا لقب ابن الخیرتین (دو برگزیدوں کا بیٹا) بھی ہے +

آپ کی والدہ کے اسم گرامی اور اُن کے عرب میں لائے جانے کے زمانے میں بہت اختلاف ہے۔ ان کا مشہور نام شہر بانو ہے۔ جو فارس کے نام جہاں شاہ کا عربی ترجمہ ہے۔ مگر بعض نے ان کا نام سلافہ اور بعض نے غزالہ بھی لکھا ہے۔ بعض نے انہیں ایرانی کی بجائے سندھیہ بیان کیا ہے۔ مگر یہ درست نہیں +

ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب جناب عمرؓ کی خلافت کے زمانے میں جناب سعد بن وقاصؓ نے ایرانیوں کو شکست دی اور یزدگرد شاہ ایران خراسان کی جانب بھاگ گیا تو اس کی دو بیٹیاں گرفتار ہوئیں جنہیں مدینے میں بھیج دیا گیا۔ وہاں ان میں سے ایک تو جناب امام حسنؓ کے اور دوسری جناب حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے نکاح میں آئیں۔ مگر یزدگرد کا فرار ۲۱ھ کا واقعہ ہے۔ جب جناب امام حسنؓ کی عمر ۱۳ برس سے اور جناب امام حسینؓ کی عمر ۱۲ برس سے زیادہ نہ تھی۔ اور اہل عرب کا اتنی چھوٹی عمر میں شادی کرنے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے یہ روایت درست نہیں ہے +

دوسری روایت یوں ہے کہ حضرت مرتضویؓ کے زمانۂ خلافت میں حریث بن جابرؓ نے جو مشرقی ممالک کے حاکم تھے یزدگرد کی دو بیٹیاں کوفے بھیجیں اور جناب امیرؓ نے ان میں سے ایک کا نکاح جناب امام حسینؓ کے ساتھ کر دیا اور دوسری کا نکاح جناب محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ۔ چنانچہ پہلی سے آپ پیدا ہوئے + دوسری سے قاسم بن محمد بن ابی بکرؒ جو جناب جعفر صادقؓ کے نانا اور مدینہ منورہ کے سات فقہا میں سے ہیں۔ انہوں نے ۱۰۹ھ میں ۷۰ سال کی عمر پا کر وفات پائی +

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر خطابؓ بھی جو مدینہ منورہ کے سات فقہا میں سے ہیں۔ اور جن کی وفات ۱۰۶ھ میں ہوئی آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں +

یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ یزید ناقص بن ولید اموی کی والدہ (فیروز بن یزدگرد کی بیٹی) آپ کی والدہ کی بھتیجی تھی۔ اس یزید کو لوگوں کے روزینے گھٹانے کی وجہ سے الناقص کہتے ہیں۔ اس نے ۱۲۶ھ میں صرف چھ مہینے سلطنت کی تھی +
آپ جناب مرتضوی کی وفات کے وقت صرف دو سال کے تھے۔ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات پر ۱۲ سال کے اور اپنے شہیدوں کے سردار والد عالی تبار کی شہادت کے وقت ۲۲ سال کے۔ اس کے بعد آپ بیماری کی حالت میں اسیر ہو کر شام پہنچے وہاں سے کربلا ہوتے ہوئے مدینے آئے۔ اور ۳۵ سال یہیں مقیم رہے۔ آپ صورت و شکل میں بالکل اپنے دادا جناب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کے مشابہ تھے +
واقعۂ کربلا کے وقت آپ بہت علیل تھے۔ مگر اسی بیماری کی حالت میں یزیدی لشکر نے آپ کو قید کیا۔ بیڑیاں ڈالیں اور تمام اہل بیت عصمت و طہارت اور شہیدوں کے سروں سمیت آپ کو بیحرمتی کے ساتھ ابن زیاد کے پاس کوفے میں لے گئے۔ اُس نے آپ سے چند باتیں پوچھیں جن کا جواب بیدھڑک ہو کر آپ نے اس طرح دیا کہ اس ظالم کو غصہ آگیا۔ اور آپ کے شہید کرنے پر اُتر آیا۔ مگر جب آپ نے جواب میں فرمایا۔ راہ خدا میں شہادت ہماری عادت ہے اور موجب کرامت۔ تو وہ اپنے ارادے سے باز آیا۔ اور پھر آپ کو اہلبیت سمیت قید خانے میں بھیج دیا +
کچھ دنوں بعد ابن زیاد نے ایک فوج کی حفاظت میں آپ کو شہیدوں کے سروں اور تمام اہل بیت عصمت مآب کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا۔ گردن میں طوق اور پاؤں میں زنجیر ہونے اور بیماری کی وجہ سے آپ کو راستے میں بہت تکلیف ہوئی جب آپ دمشق پہنچے۔ تو آپ کو بحالتِ اسیری تمام شہیدوں کے مبارک سروں اور اہل بیت عصمت کے ساتھ بازاروں اور عام مجمعوں میں گزار کر برہنہ سر یزید کے پُرتکلف دربار میں لے گئے۔ یزید نے تمام قیدیوں اور سروں کے نام و نشان دریافت کئے جناب سید الشہدا کے سر اقدس سے بے ادبی کی۔ اگرچہ زید بن ارقم نے اُسے اس نامعقول حرکت سے روکا۔ مگر اس نے نصیحت نہ مانی +

بعض روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسی اثنا میں یزید کی بیوی ہندہ بنت عامر اہل بیت نبوت کی اس رسوائی کی حالت سے بیتاب ہو کر حواس باختہ برہنہ سر محل سے دربار میں چلی آئی۔ یزید فوراً دوڑا گیا اور اس پر عبا ڈال کے کہنے لگا۔ اے ہندہ تجھے شرم نہ آئی۔ کہ اس حالت سے دربار میں چلی آئی اور میری عزت کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا۔ اس نے جواب دیا۔ اے یزید میرے پردے کا تو اتنا خیال مگر اہل بیت نبوت کا اس سے بھی بدتر حال۔ اتنا کہ کر وہ رونے لگی۔ ادھر اسیران خاندان نبوت کی گریہ وزاری۔ ادھر اہل دربار کی اشکباری۔ دربار کیسا۔ خاصہ ماتم کدہ بن گیا۔ اتنے میں آپ نے یزید سے مخاطب ہو کر کہا۔ اجازت ہو تو میں کچھ کہوں۔ یزید نے کہا ہاں مگر کچھ بُرا نہ کہنا۔ آپ نے آہ سرد بھر کر فرمایا۔ اے یزید اس حال میں گرفتار ہو کر میں تجھے بُرا کیوں کہنے لگا۔ میں تو تم سے صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر جناب رسالت مآب صلعم اس حالت میں اپنی نواسیوں کو دیکھتے تو تمہیں کیا کہتے۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ حضور نبوی کی نواسیاں اور نواسے لونڈی غلام بنائے جائیں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے لشکر نے ہمارا سارا اسباب لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ اہل بیت عصمت کی چادریں تک سروں پر سے اُتار لی گئیں۔ تمہیں اس سے کچھ ننگ و عار نہیں کہ اس کیفیت سے دربار عام میں اہلبیت عصمت کو کھڑا کر رکھا ہے +

اس کے بعد یزید نے اسیروں کی بیڑیاں کٹوا دیں اور اُسی وقت سب کو ایک علیحدہ مکان میں بھجوا دیا۔ مگر اہل بیت کو اسیری کی مصیبت اور شہیدوں کی بیکسی کی موت اور سفر کی تکلیفات سے سخت رنج پہنچ رہا تھا۔ گو ہندہ ہر طرح کی دلداری کرتی مگر حزن و ملال کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ ان اسیروں کے حالات سے اہل شام کو پہلے کچھ اطلاع نہ تھی کہ وہ کون ہیں مگر آپ کی تقریر کی شہرت اور باہمی قیل وقال سے عوام کو ان بیکسوں کی عظمت و شان اور فضیلت و شرافت کا پتہ ملا۔ تو یزید کی اس بیجا حرکت پر لعنت ملامت ہونے لگی جس سے مطلع ہو کر یزید نے آپ کو دربار میں بُلایا۔ پہلے تو ابن زیاد کو گالیاں دیں پھر کہا اُس نے بہت بُرا کیا کہ جناب فاطمہ زہراؓ کے حسینؓ جیسے بیٹے کو یوں شہید

کر دیا۔ اگر اُس کی جگہ میں ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔ اگرچہ میری یا میری اولاد کی جان بھی جاتی۔ اب آپ اگر یہاں رہنا پسند کریں تو مُبارک۔ روضۂ منورہ جناب رسول خدا صلعم پر رہنا چاہیں تو اس کا انتظام کر دیا جائے۔ آپ نے مدینے رہنے کو پسند فرمایا۔ اس لئے یزید نے لُوٹ کا سارا مال و متاع اور کُل تبرکات منگوا کر آپ کے حوالے کئے۔ اور سامان سفر مہیا کر کے آپ کو اہل بیت عصمت کے ساتھ مدینے روانہ کر دیا اور اس غرض سے کہ آپ کو سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اپنے ایک معتمد کو جو نیک دل آدمی تھا آپ کے ہمراہ کیا +

دمشق سے چل کر آپ کربلا میں آئے یہاں چند روز رہ کر مدینے کو تشریف لے گئے جب اہل مدینہ نے آپ کا آنا سُنا تو سب زن و مرد شہر سے نکل کر آپ سے ملے۔ تعزیت کی اور اس جانگزا واقعے پر بیحد رنج و غم اور حُزن و ملال کا اظہار کیا +

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے چچا محمد بن حنفیہؓ نے دعوے کیا کہ عمر میں بڑا ہونے کی وجہ سے مَیں بنی ہاشم کا سرپرست اور تبرکات عالیات کا حقدار ہوں مگر آپ نے ان کو قائل کر لیا کہ سرپرست بنی ہاشم ہونے قابل آپ ہی کی ذات مبارک ہے +

۶۳ھ میں یزید کی بے دینی اور فسق و فجور کا شہرہ سُن کر اہل مدینہ نے اپنی بعیت واپس لی۔ تو آپ نے اس بارے میں کوئی دخل نہیں دیا۔ طاعت و عبادت اور روضۂ نبوی کی مجاورت میں مصروف رہے یہی وجہ تھی کہ جب یزیدی لشکر نے اہل مدینہ کے ساتھ لڑ کر فتح پائی اور شہر کو لُوٹ لیا تو آپ کی اور آپ کے گھر کی طرف کسی نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا +

۶۴ھ میں پہلے یزید پھر اُس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہو کر مر گیا۔ تو حجاز و یمن عراق و خراسان کے حکمران جناب عبداللہ بن زبیرؓ تسلیم کئے گئے۔ اُنھوں نے مصر و شام کے اکثر لوگوں کو بھی اپنا مطیع کر لیا۔ مگر معاویہ بن ابی سفیان کے چچیرے بھائی مروان بن حکم نے جو بڑے بڑے مناصب پر ممتاز رہتا چلا آیا تھا شام پر اپنا قبضہ جما یا۔ ۶۵ھ میں اُسے ملک الموت نے آ دبایا۔ تو عبدالملک بن مروان شام کا بادشاہ ہوا۔ مگر آپ نے ان معاملات

میں کوئی دخل نہیں دیا ✦

جن کوفیوں نے جناب امام حسینؑ کو مدینے سے طلب کیا تھا۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو لیا بیوفائی کر کے ابن زیاد کے ساتھ مل گئے۔ اور جناب سیّد الشہدا کے مقابلے میں آئے۔ مگر جب معرکۂ کربلا کا دردانگیز واقعہ ہو چکا تو ۶۱ھ میں ہی خود بخود اُن کے دلوں میں اپنی نامعقول حرکتوں پر ندامت پیدا ہوئی اور اُنہوں نے تہیّہ کر لیا کہ جس طرح بن سکے شہدائے کربلا کے خون کا بدلہ لینا چاہیئے۔ یہ لوگ اندر ہی اندر گھٹنت و پز کرتے رہے مگر یزید کی زندگی تک کچھ نہ کر سکے۔ جب ۶۴ھ میں ابن زیاد یزید کی موت کی خبر سُن کر شام چلا گیا تو کوفے پر جناب ابن زبیرؓ کا تسلط ہو گیا۔ اور عبداللہ بن زید یہاں کے گورنر مقرر ہوئے۔ ان دنوں کوئی چار ہزار کوفیوں نے ربیع الآخر ۶۵ھ کو سلیمان بن صرد کی ماتحتی میں شام کی طرف کوچ کیا۔ عبدالملک بن مروان نے ان کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر بھیجا۔ طرفین میں عین الوردیر لڑائی ہوئی۔ کوفیوں کے بڑے بڑے سردار اور آدھے آدمی مارے گئے باقی راتوں رات بھاگ آئے۔ کوفے میں پہنچ کر وہیں رہنے لگے مگر اپنے کام سے بےفکر نہ تھے ان دنوں مختار[1] ثقفی کے ساتھ مل کر جس کے والد اور چچا یکے بعد دیگرے جناب عمرؓ کے زمانے سے جناب امام حسنؑ کے عہد خلافت تک عراق کے سپہ سالار رہے تھے لشکر کی جمع آوری اور موقع کی انتظار میں رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ۶۶ھ میں جب عبداللہ بن زبیرؓ نے کوفے کی گورنری میں تغیر کیا تو مختار نے نئے گورنر کو نکال باہر کیا۔ خود عراق پر مُتسلط ہو گیا۔ عبدالملک کی فوجوں سے لڑ کر فتحیں حاصل کیں۔ عراق پر تسلط جمایا اور سارے قاتلان شہدائے کربلا کو چُن چُن کر مروا دیا۔ ان سارے جھگڑوں میں بھی آپ کا کوئی دخل نہ تھا ✦

چونکہ مختار نے اپنے آپ کو آپ کے چچا جناب محمد بن حنفیہ کا نائب ظاہر کیا تھا اس لئے عراق میں مختار کا تسلط ہو جانے کے بعد جناب ابن زبیرؓ نے جناب محمد بن حنفیہؓ

---

[1] مختار نے جناب عبداللہ بن زبیرؓ کی بھی مدد کی تھی مگر اُن کی جانب سے کوفے کی گورنری نہ ملی تو ان سے ناراض ہو گیا۔ عبداللہ بن عمر اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص اس کے داماد تھے ✦

کو قید کر لیا۔ مگر مختار نے مکے پہنچ کر انہیں قید سے رہائی دلائی۔ اب ابن زبیرؓ اور محمد بن حنفیہؒ میں صلح ہو گئی اور مختار کوفے چلا آیا جہاں جناب زبیرؓ کے بھائی مصعبؓ نے پہنچ کر ۶۷ھ میں اسے گرفتار کر کے مروا دیا اور عراق کا علاقہ پھر جناب ابن زبیرؓ کے زیر فرمان ہو گیا۔

اس کے بعد عبدالملک نے ۷۲ھ میں پہلے عراق کو لیا جہاں مصعب بن زبیرؓ کو شہید کیا پھر ۷۳ھ میں حجاج بن یوسف ثقفی کے زیر کمان مکے پر فوج بھیجی جس نے جناب عبداللہ بن زبیرؓ پر فتح پا کر اُنہیں شہید کر ڈالا۔

ان سارے واقعات میں بھی آپ نے کوئی دخل نہیں دیا اور نہ جناب ابن زبیرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں آپ کو کسی طرح کی کوئی تکلیف دی۔ آپ بے فکری سے مدینے میں رہ کر طاعت و عبادت میں مصروف رہے۔ جناب ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجاز کا علاقہ بھی عبدالملک کے زیر فرمان ہو گیا۔ مگر آپ حسب معمول امور سلطنت کی جانب سے بالکل بے پرواہ رہے اور کسی معاملے میں دخل نہیں دیا۔

۸۶ھ میں عبدالملک نے آخرت کی راہ لی تو اس کا بیٹا ولید بادشاہ ہوا جو ۹۶ھ تک حکمراں رہا۔ آپ نے اس کے عہد میں بھی اپنی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس کی مخالفت پر دال ہو۔ مگر ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ہشام بن عبدالملک جو اپنے باپ اور بھائی کے زمانے میں شام کا صوبہ دار تھا حج کرنے آیا۔ آپ بھی حج کو آئے تھے۔ حج کے بعد طواف وداع کے وقت حرم میں اتنا اژدحام تھا۔ کہ باوجود خدم و حشم کے ہشام طواف نہ کر سکا۔ اور ایک طرف کھڑا رہ گیا۔ اتنے میں آپ آئے تو لوگوں نے خود بخود آپ کے تقدس و فضیلت کے لحاظ سے آپ کے لئے راستہ خالی کر دیا۔ آپ نے بفراغت طواف کیا۔ اور واپس ہوئے۔ لوگوں نے آتے جاتے آپ کے ہاتھ چومے۔ سلامٌ علیک کہا۔ اور بیحد تعظیم و تکریم کی۔ ہشام اس بات پر جل اٹھا اور اُس نے شام میں واپس جا کر آپ کو اسیر کر کے دمشق میں روانہ کرنے کا حکم بھجوا دیا جس کی تعمیل کی گئی۔ مگر بعدہٗ جب بادشاہ وقت کو پتا ملا کہ آپ کا کوئی ارادہ سلطنت

کے خلاف کسی قسم کی شورش کرنے کا نہیں ہے۔ اور آپ کے زُہد و ورع اور تقدّس سے بھی مُطلع ہوُا تو رہائی کا حکم دے دیا۔ تاہم بنی اُمیّہ کو آپ کی ہر دلعزیزی۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کی طرف عقیدت کا خیال اور آپ کی بیحد تعظیم و تکریم پسند نہ تھی۔ اس لئے وہ درپے آزار ہی رہتے۔ چنانچہ کہا گیا ہے کہ بعض بنی اُمیّہ کی سازش سے آپ کی شہادت زہر کے ملنے سے وقوع میں آئی +

مگر عام روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بیمار ہو کر اپنی وفات کا وقت آپہنچنے پر جمعے یا ہفتے کے دن جنّت کو سدھارے۔ آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ کسی نے ۱۸ محرم کسی نے ۲۵ محرم ۹۴ھ لکھی ہے۔ کسی نے ۹۵ھ کی انہیں تاریخوں کو اور بعض نے ۱۱ یا ۱۲ یا ۲۲ محرم ۹۵ھ کو تاریخ وفات قرار دیا ہے +

تاریخ ولادت و وفات میں اختلاف کی وجہ سے عمر کے تعیّن میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ اکثروں نے ۵۷ سال بعض نے ۵۸ سال اور بعض نے ۵۹ سال آپ کی عمر بیان کی ہے۔ آپ اپنے تایا جناب امام حسنؑ کے پہلو میں گورستان بقیع کے اندر دفن ہوئے۔ ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت وغیرہ کا پتا ملتا ہے ؎

آں امامِ زمانہ زین عباد	مثلِ او مادر زمانہ نہ زاد
بیگماں زین عابدین ست	رونق شرع و زیب دین ست (۳۸)
یافت از حق چو رتبۂ اعلےٰ	شدہ سال ولادتش والا (۳۸)
شب شنبہ امام نقل نمود	ہژدہم از محرم بُود
سال ترحیل آں شہ بے عیب	زیب دیں بود گفت ہاتف غیب (۹۵)
سال نقلش خرد بماتم و غم	زور قم ماہ رفت از عالم (۱۴۱ ۲۶)
چُوں ز دنیا امام اعظم رفت	گفت ہاتف ولی ز عالم رفت (۱۴۱)
در بقیعہ مزار آں شہ ست	رحمتِ حق نثار آں مہ ست

آپ کی ایک ہی حرم محترم تھیں۔ جو آپ کے تایا جناب حسنؑ کی بیٹی تھیں اور ان کا اسم گرامی فاطمہ تھا۔ ان کے علاوہ چند کنیزکیں تھیں۔ اولاد کی تعداد میں بہت

اختلاف ہے۔ چنانچہ چند مختلف روایتوں کے بموجب آپ کے بیٹے ۶ یا ۷ یا ۱۰ یا ۱۱ یا ۱۲ تھے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ محمد باقرؑ۔ زید۔ عمرو۔ عبداللہ۔ حسن حسین اکبر۔ حسین اصغر۔ عبدالرحمن۔ سلیمان۔ علی۔ محمد اکبر۔ محمد اصغر۔ بیٹیوں کی تعداد چار۔ پانچ اور نو بیان کی گئی ہے۔ مگر مشہور یوں ہے کہ آپ کی کل اولاد کی تعداد بیس ہے جن میں سے گیارہ بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں +

آپ جس محویّت اور استغراق سے نماز پڑھتے اس کا کچھ ذکر تو پہلے ہو چکا۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہؤا۔ کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپکے بڑے بیٹے جناب محمد باقرؑ جو ان دنوں ابھی بچّہ ہی تھے اِتفاقاً کوئیں میں گر گئے۔ لوگوں نے بہتیرا شور مچایا۔ مگر آپ کو کچھ پروا پروانہ ہوئی۔ بڑے اطمینان اور حضورِ قلب سے محوِ عبادت رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے بچّے کو کوئیں سے نکال لیا۔ ایک اَور موقع پر ایسا اتّفاق ہؤا کہ گھر کو آگ لگ گئی۔ غلاموں نے بہتیرا آگ آگ کرکر آپ کو آگاہ کیا مگر آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اسلئے شور وغوغا کی کوئی پروانہ کی۔ آگ بُجھی تو آپ بھی نماز سے فارغ ہوئے۔ غلاموں نے عرض کی آپ کو کس اَمر نے اس آگ کے بُجھانے سے روکا آپنے فرمایا آتشِ دوزخ نے +

آپ بڑے سخی تھے خفیہ طور پر صدقہ بہت دیا کرتے۔ آپ کا دسترخوان بھی بہت وسیع تھا۔ باورچی خانے کے لئے ہر روز سو گوسفند ذبح ہوتے۔ جو کھانا پکتا دونو وقت زیادہ تر فقیروں میں بانٹ دیا جاتا۔ دن کو تو آپ علے العموم روزے سے ہوتے تھے۔ شام کو چند لقمے بڑی مشکلوں سے تناول فرماتے۔ کیونکہ جب کبھی کھانا یا پانی آپ کے سامنے آتا۔ واقعۂ کربلا پیش نظر ہو جاتا۔ غم وحزن گھیر لیتا۔ روتے روتے جی نہ ٹھیرتا +

آپ رات دن میں ایک ہزار رکعت پڑھا کرتے۔ ہر رات ختم قرآن فرماتے وضو کرنے لگتے تو خوفِ الٰہی سے کانپنے لگ جاتے۔ چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا۔ روزے بہت رکھا کرتے۔ غرض اپنے زمانے کے سب مشہور و نامور فضلا سے بہت بڑھ کر تھے۔ زُہد وعبادت اور تقوےٰ وپرہیزگاری میں بے نظیر۔ اسی واسطے مرجع خلائق تھے

اگرچہ بظاہر ماموں طبیبوں سے علاج کراتا تھا مگر علاج اُلٹا کیا جاتا رہا یہاں تک کہ آپ نے ۵۵ سال کی عمر پاکر داعی اجل کو لبیک کہا اور جنت اعلےٰ کی راہ لی +

آپ کی وفات شریف پر ماموں نے اتنے رنج وغم اور ملال کا اظہار کیا جیسا کسی نہایت ہی عزیز کے انتقال پر کیا جاسکتا ہے۔ بڑی عزت کے ساتھ آپ کا جنازہ اُٹھوایا۔ نماز جنازہ خود پڑھائی اور اپنے باپ ہاروں رشید کے مقبرے میں آپ کو دفن کرایا۔ کہتے ہیں کہ قبر مبارک کے کھودنے میں چند کرامات کا اظہار ہوُا جس سے ماموں اور سب لوگوں کا یقین آپ کی عظمت شان اور بزرگی و تقدس کی نسبت بہت زیادہ ہوگیا +

سنایا نامی گاؤں میں جو شہر طوس کے پاس ہے آپ کا وصال جمعے یا منگل کے دن اکیسویں ماہ رمضان ۲۰۳ھ میں ہُوا۔ بعض نے اس حادثۂ جانسوز کا ۲۰۲ھ یا ۲۰۳ھ یا ۲۰۵ھ یا ۲۰۸ھ میں ظہور پذیر ہونا بیان کیا ہے۔ تاریخ انتقال میں بیحد اختلاف ہے۔ بعض نے ماہ رمضان کی یکم یا ۵ یا ۷ یا ۹ تاریخ لکھی ہے۔ کسی نے ۲۳ ذی قعد بیان کی ہے۔ کسی نے ماہ صفر کی ۱۴ یا ۱۷ یا اخیر تاریخ لکھی ہے کسی نے ۵ رجب میں اس جانگزا واقعہ کا وقوع میں آنا تحریر کیا ہے۔ مگر جو روایت سب سے پہلے لکھی گئی ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ اور مشہور یوُں ہے۔ کہ آپ نے ۹ ماہ صفر ۲۰۳ھ میں عالم عقبےٰ کی راہ لی +

ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت و وفات معلوم ہوتی ہے ؎

آں امام زماں علی رضا — ہادی و مہدئیے رجال ونسا
ذات او را امام ضامن داں — بہر ما روز حشر ضامن داں
گفت ہاتف بہر ولی ونقیب — سال مولود او امام نجیب ۱۴۷
بود آدینہ و نہم ز صفر — کہ ز دُنیا امام کرد سفر ۲۰۳
سال ترحیل آں امامِ زماں — خردم گفت صاحب ایماں ۲۰۳
سال نقلش باختلاف عوام — کردہ ام سب جناں ارقام

آپ شکیل وجمیل۔ سبزہ رنگ تھے۔ صفات واخلاق میں اپنے آباو اجداد کی طرح۔ علم وفضل میں لاجواب۔ قرآن شریف پر اتنا عبور کہ اگر کوئی شخص کچھ پوچھتا تو اس کے جواب میں حسب موقع کلام اللہ کی آیت تلاوت فرماتے۔ اپنے غلاموں اور نوکروں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھاتے اور ساتھ کھلاتے۔ خلوت میں تو سخت اور موٹے جھوٹے کپڑے پہنے رہتے۔ مگر باہر نکلتے یا دربار میں تشریف لے جاتے تو لباس فاخرہ زیب تن کرتے +

مامون رشید کی بیٹی کے سوا آپ کی ایک ہی اور حرم محترم تھی۔ اولاد کی تعداد تین بیٹے یا پانچ بیٹے اور ایک بیٹی بیان کی گئی ہے۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ محمد تقی (قانع آ) حسن۔ جعفر۔ ابراہیم۔ حسین مگر ایک روایت جسے زیادہ صحیح کہا گیا ہے یہ ہے کہ جناب امام محمد تقی کے سوا آپ کا کوئی اور بیٹا نہ تھا +

آپ کے مناقب اور کرامات بہت ہیں جن کی تفصیل کی گنجائش اس مختصر سے رسالے میں نہیں۔ ابونواس مشہور شاعر نے آپ کی تعریف میں چند پُرزور اشعار کہے ہیں +

آج کل طوس کو جہاں آپ کا مدفن ہے مشہد مقدس کہتے ہیں۔ اس شہر کے درمیان آپ کا طلاکار روضۂ مبارک ہے جس پر نقرئی اور طلائی کام کیا ہوا ہے بڑی رونق اور شان وشوکت کا مقام ہے +

(۹) حضرت امام محمد تقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

بارہ اماموں میں سے آپ نویں امام ہیں اور باقی تینوں آپ کی اولاد میں سے ہیں +

اسم مبارک محمدؐ ہے۔ کنیت ابوجعفر اور ابوعلی۔ لقب تقی۔ جواد۔ مختار۔ منتخب۔ مرتضےٰ۔ قانع۔ عالم وغیرہ۔ مگر پہلے دو اتنے مشہور ہیں۔ کہ آپ محمد تقی کے نام سے مشہور اور محمد جواد کے نام سے پہچانے جاتے ہیں +

آپ کے والد معظم کا اسم گرامی علی رضاؒ ہے۔ والدہ کے اسمائے مبارک سبیکم۔

خزران - ریحانہ - سکینہ - ثوبیہ - مرسیسہ ہیں جو ایک کنیز اور جناب ماریہ قبطیہؓ والدۂ ابراہیم فرزند رسول خدا صلعم کے قبیلے میں سے تھیں +

آپ ۵ یا ۱۵ یا ۱۸ یا ۱۹ رمضان ۱۹۵ھ کو جمعہ یا منگل کے دن مدینے میں پیدا ہوئے مگر ایک روایت یہ بھی ہے کہ ۱۰ رجب کو آپ کی ولادت ہوئی +

اپنے والد ماجد کے روانۂ خراسان ہوتے وقت پانچ یا سات سال کے تھے - اور ان کی شہادت پر آپ کی عمر سات یا نو سال کی تھی - اگرچہ ماموں نے نہایت احتیاط سے خفیہ طور پر آپ کے والد ماجد کو زہر دی اور اُن کی وفات پر بیحد رنج وغم اور حزن و ملال کا اظہار کیا مگر اصل معاملہ چھپا نہ رہا - عامہ خلائق نے ماموں کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا - جب وہ خراسان سے بغداد میں پُہنچا تو بڑی عزّت و احترام کے ساتھ آپ کو مدینے سے طلب کیا - اس وقت آپ کی عمر نو یا گیارہ سال کی تھی +

بیان کیا گیا ہے - کہ آپ بغداد میں پہنچ کر ابھی ماموں رشید سے نہیں ملے تھے کہ ایک دن اُس محلّے کے بچّوں کے ساتھ جہاں فروکش تھے ایک منظر عام میں کھڑے تھے - ماموں رشید شکار کے لئے باہر جاتا ہُوا ادھر سے گزرا - اور لڑکے تو خلیفے کی سواری دیکھ کر ادھر اُدھر بھاگ گئے - مگر آپ اُسی جگہ کھڑے رہے جب ماموں رشید آپ کے قریب پُہنچا - تو اُس نے اپنی سواری روک لی اور آپ کی طرف روئے سخن کر کے کہا - لڑکے تُو اور لڑکوں کی طرح یہاں سے کیوں نہیں بھاگا - آپ نے جواب دیا - کہ رستہ کچھ ایسا تنگ تو تھا نہیں کہ میرے چلے جانے سے کُشادہ ہو جاتا اور میں کسی جرم کا مرتکب بھی نہیں ہُوا ہوں کہ اس کے خوف سے بھاگ جاتا - علاوہ بریں آپ کے حق میں میرا گمان یہی ہے کہ آپ کسی کو ناحق تکلیف نہیں پہنچاتے - یہ برجستہ اور معقول جواب سن کر ماموں بہت خوش ہُوا اور آپ سے پوچھا - صاحبزادے تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے والد کون ہیں - آپ نے نہایت متانت اور سنجیدگی کے لہجے میں فرمایا - میرا نام محمد ہے - اور میرے والد مرحوم و مغفور کو علی الرضاؓ کہتے ہیں - یہ سنتے ہی اُس کی آنکھوں تلے جناب رضاؓ

کی صُورت پھر گئی۔ اور آپ کی محبّت و وقعت اس کے دل میں بیٹھ گئی +

اس گفتگو کے بعد مامون شکار کو چلا گیا۔ مگر جب واپس آیا تو آپ کو بُلوایا۔ نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا۔ اور ارادہ کیا کہ اپنی نہایت عزیز و محبُوب بیٹی اُمّ الفضل کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا جائے۔ مگر بنی عباس نے اس کی مخالفت کی۔ اور آپ کے صغرسن کی وجہ سے فضل و کمال کی منقصت جتائی۔ مامون نے آپ کا علمائے عصر کے ساتھ مباحثہ کرایا جس میں آپ غالب آئے اور آپ کی علمی لیاقت و قابلیّت کا سکّہ بیٹھ گیا۔ اب کسی کو کوئی عُذر نہ رہا۔ اس لئے مامون نے اسی مجلس میں اپنی بیٹی اُمّ الفضل کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ اور بعد ازاں بڑی دُھوم دھام کے ساتھ دعوتِ ولیمہ کی۔ فقرا و مساکین کو خیرات دی۔ پھر ہزار دینار سالانہ وظیفہ مقرر کر کے اپنی بیٹی سمیت آپ کو مدینے بھیج دیا +

اُمّ الفضل کو اس وجہ سے کہ آپ کے ہاں اور حرم بھی تھے اور کنیزکیں بھی آپ سے شکایت رہتی اور وہ علے العموم سوکنوں کے ہونے کے رنج اور غصّے کو اپنے باپ مامون کے پاس ظاہر کیا کرتی۔ مگر وہ اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہ کرتا آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاتا۔ ایک دفعہ اُمّ الفضل نے اپنے باپ کو لکھا کہ مجھے ابو جعفرؑ سے یہ سخت شکایت ہے۔ کہ میرے ہوتے کنیزکیں رکھتے ہیں۔ مامون نے اُسے جواب دیا کہ میں نے تیرا نکاح ابو جعفرؑ کے ساتھ اس لئے نہیں کیا کہ میں اس پر حلال کو حرام کر دوں۔ پس آیندہ تم مجھے اس بارے میں کچھ نہ لکھا کرو +

سنہ ۲۱۸ھ میں مامون رشید نے وفات پائی۔ تو اس کا بھائی معتصم باللہ ابو اسحٰق محمد بن ہارون سنہ ۲۱۸ھ سے سنہ ۲۲۷ھ تک فرماں روا رہا۔ اس نے اُمّ الفضل کی شکایت پر یا کسی اور وجہ سے آپ کو عراق میں طلب کیا۔ آپ اُمّ الفضل سمیت ۲۸ محرم سنہ ۲۲۰ھ کو بغداد میں پہنچے۔ تو معتصم نے بظاہر آپ کی بہت خاطر مدارات

کی۔ مگر اسی سال کے اخیر میں خفیہ طور پر اُمّ الفضل یا کسی وزیر سلطنت کی معرفت زہر دلائی۔ جس سے آپ نے جنّت الاعلےٰ کی راہ لی۔ اور اپنے دادا جناب موسےٰ کاظم کے پاس بغداد میں مدفون ہوئے +

آپ کی وفات شریف منگل کے دن ایک قسم کی روایات کے بموجب ماہ ذی قعد کی اخیر یا ۵ یا ۶ تاریخ کو۔ دوسری روایات کے بموافق ۵ رمضان یا ۱۵ رمضان کو ہوئی۔ اور ایک اور روایت کے رُو سے ۶ ذی الحج کو۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس سال کی تھی +

ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت ووفات معلوم ہوتی ہے ؎

آں امام تقی جواد زماں — لقب او ذکی وقانع داں
درجہاں بود صابر و واثق — شدہ سال تولدش صادق ۱۹۵
سلخ ذی قعدہ وسہ شنبہ بُود — کہ تقی سوے خلد عزم نمود
سال سم دادن تقی زمان — دین زمردم بروں شدہ برخواں ۶۴ ۲۸۴
مرقد پاک اوست در بغداد — رحمت حق ہمیشہ بروے باد

۲۲۰ = ۱۹۵ - ۲۵

مامون کی بیٹی اُمّ الفضل کے سوا آپ کے حرم میں ایک بی بی تو عمار یاسر کی اولاد میں سے تھیں۔ ان کے سوا چند کنیزکیں تھیں۔ اولادیں جناب امام سے دو بیٹے اور دو ہی بیٹیاں تھیں۔ بیٹوں کے نام علی نقی اور موسےٰ ہیں۔ بعض نے لکھا ہے کہ آپ کے بیٹے تین تھے +

آپ کے مناقب کثرت سے بیان کئے گئے ہیں۔ کرامات کی بہت سی حکائتیں کتابوں میں مندرج ہیں۔ بعض احادیث بھی آپ سے مروی ہیں۔ بڑے حسین جوان تھے اور باپ دادوں کی طرح خوش خصال۔ صاحب فضل و کمال اگرچہ عمر کم پائی ہے۔ مگر آپ کی قدر وشان اعلےٰ تھی اور شہرت و عزت بہت بڑھ کر۔ آپ کے ارشادات بکثرت منقول ہیں۔ جن سے آپ کی فضیلت و عظمت کا یقین دلوں میں ترقّی پاتا ہے +

(۱۰) حضرت امام علی نقی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ بارہ اماموں میں سے دسویں امام ہیں۔ اور باقی دونوں میں سے ایک آپ کا بیٹا ہے اور دوسرا پوتا +

اسم گرامی علی۔ کنیت ابوالحسن اور ابوالحسین۔ لقب نقی۔ ہادی۔ زکی نجیب مرتضےٰ۔ عالم۔ فقیہ۔ امین۔ مؤتمن۔ طیب۔ ناصح۔ متقی۔ متوکل عسکری۔ مگر ان میں سے نقی وہادی اور عسکری بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ آپ علی نقی یا علی ہادی عسکری کے ناموں سے ممیز ہیں +

آپ کے والد معظم و مکرم کا اسم مبارک محمد نقی ہے۔ والدہ ماموں کی بیٹی ام الفضل تھیں یا ثمانیہ مغربیہ نامی کنیز +

مدینہ طیبہ کے نواح کے ایک گاؤں صریا میں آپ پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ زیادہ ترصحیح روایت کے بموجب ۱۳ رجب ۲۱۲ھ کو منگل کے دن آپ متولد ہوئے۔ مگر بعض نے دن اتوار لکھا ہے اور تاریخ ۲ یا ۵ رجب۔ مشہور یوں ہے۔ کہ آپ کی ولادت ۱۵ ذی الحج کو ہوئی۔ لیکن بعض نے ۲۷ ذی الحج بھی لکھی ہے۔ سال تولد ۲۱۳ھ اور ۲۱۴ھ بیان کیا ہے +

اپنے والد ماجد کی شہادت کے وقت آپ کی عمر سات آٹھ سال کی تھی۔ مگر بعض نے ساڑھے چھ سال بیان کی ہے۔ یتیم ہونے کے بعد آپ کوئی تیرہ سال تک مدینے میں مقیم رہے۔ اس عرصے میں نہ تو معتصم نے آپ کو کوئی تکلیف دی۔ اور نہ اس کے بعد اس کے بیٹے واثق باللہ نے جو ۲۲۷ھ سے ۲۳۲ھ تک فرمانروا رہا +

واثق باللہ کے بعد اس کا بھائی المتوکل علے اللہ جعفر بن معتصم تخت خلافت پر بیٹھا تو حاکم مدینہ نے جو آپ کے مخالف تھا اسے لکھ بھیجا۔ کہ اگر حجاز کے علاقے کو اپنے مطیع رکھنا منظور رہے۔ تو علی کی طرف سے غافل نہ رہئے۔ کیونکہ

وہ عنقریب خروج کیا چاہتے ہیں۔ اس شکایت کی خبر آپ کو بھی ہو گئی اور آپ نے بھی متوکل کو لکھا کہ حاکم مدینہ میرے خلاف ہو رہا ہے جو رپورٹ اس نے کی ہے وہ محض غلط اور مجھ پر افترا و بہتان ہے۔ اس کا تدارک کیا جائے۔ متوکل نے پہلے حاکم کو بدل دیا۔ اور آپ کی خدمت میں لکھا۔ کہ بہتر یوں ہے آپ اپنے اہل و عیال سمیت عراق میں تشریف لے آئیں۔ تاکہ لوگوں کی فضول شکایتوں سے محفوظ و مصئون رہیں۔ ایک اپنا معتمد بھی خدمت اقدس میں روانہ کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ کی تشریف آوری کے وقت سفر میں ساتھ رہے۔ اور راہ میں کسی جگہ آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچنے دے۔

متوکل کے اس بلاوے پر آپ نے اہل و عیال سمیت ۲۳۳ھ میں عراق کی راہ لی۔ اور اس نے آپ کو سامرہ میں اُتارا جسے عسکر بھی کہتے تھے۔ اور اسی سے منسوب ہو کر آپ اور آپ کے بیٹے حسنؒ عسکری کہلاتے ہیں۔ اصل میں معتصم نے ۲۲۱ھ میں ایک نہایت خوش فضا مقام دیکھ کر دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے بغداد و تکریت کے درمیان ایک شہر بسایا تھا جس کا نام سُرَّمن رائے (خوش ہوا جس نے دیکھا) رکھا تھا۔ یہی نام بگڑ کر سامرہ بن گیا تھا اور چونکہ معتصم نے اپنی فوجوں کو بھی وہاں بھیج دیا تھا۔ اس لئے اسے عسکر (چھاؤنی) بھی کہتے تھے +

ابتدا میں متوکل آپ پر بہت مہربان رہتا۔ آپ کے علم و فضل کی انتہا سے زیادہ قدر کرتا۔ چنانچہ دربارِ خلافت میں آپ کی شان کے شایاں ادب و احترام کیا جاتا۔ مگر خود غرض لوگ اپنے عز و شان بڑھنے کی خاطر آپ کی نسبت جھوٹی باتیں بناتے اور متوکل کو سناتے۔ جس سے وہ گھبراتا اور آپ کو تکلیف دینے پر ہی نہیں بلکہ شہید کرنے پر اُتر آتا۔ مگر کوئی نہ کوئی ایسی بات دیکھ پاتا جس سے اُسے آپ کا بے قصور ہونا ثابت ہو جاتا۔ اور وہ اپنے ارادے سے باز رہتا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ کسی نے افترا باندھ کر متوکل کو یوں کہا۔ کہ آپ نے بیشمار خزانہ اپنے گھر میں جمع کر رکھا ہے۔ بہت سے ہتھیار عراق و شام سے منگوا کر فراہم کئے ہیں۔ اگر جلد تدارک نہ کیا گیا تو تھوڑے ہی دنوں میں آپ بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دینگے۔ اور ایسے فسادات ظہور پذیر ہونگے جن کا دفع کرنا سخت مشکل ہوگا۔ یہ سن کر متوکل مارے خوف کے سر سے پاؤں تک کانپ اٹھا اور اس نے اپنے ایک مقرب سعید نامی کو بلا کر تاکیدی حکم دیا کہ آج ہی آدھی بجے فوج کا ایک دستہ لے کر علی نقی رض کے مکان پر پہنچو اور غفلت کا وقت تاک کر گھر میں گھس جاؤ۔ پھر ہتھیار اور مال و دولت کی قسم سے جو چیز پاؤ سب نکال لاؤ۔ سعید نے نہایت چستی کے ساتھ اس کا انتظام کیا۔ اور جب آدھی رات گزر لی تو چند تجربہ کار اور دلیر سواروں کو ساتھ لے کر آپ کے مکان پر آپہنچا۔ مکان کے اندرونی حصے میں سکوت اور خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔ اور سب طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ سعید گھر والوں کو غافل سمجھ کے سیڑھی کے ذریعے سے مکان میں اتر گیا۔ اور دیوانہ وار ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ آپ اپنے حجرے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ سلام پھیر کر آواز دی۔ کہ سعید ذرا ٹھیر جا میں شمع روشن کر دوں۔ اتنے میں شمع روشن ہوئی تو آپ جسم کو بالوں کا لباس پہنائے ایک مصلے پر رو بقبلہ بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے۔ سارا گھر تمہارے سامنے پڑا ہے جو پاؤ شوق سے لے جاؤ۔ سعید نے سارے گھر کا کونہ کونہ چھان مارا مگر ایک اشرفیوں کی سربمہر تھیلی اور ایک تلوار کے سوا کچھ نہ ملا۔ چنانچہ یہی دو چیزیں اٹھا کر وہ متوکل کے پاس لے گیا جو سربمہر تھیلی کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ اس پر اس کی والدہ کی مہر لگی ہوئی تھی۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ جس زمانے میں خلیفے کو پھوڑا نکلا تھا تمام اطبا علاج سے عاجز ہو گئے تھے اور زندگی کی کوئی توقع نہ رہی تھی۔ اس حالت میں آپ کی طرف رجوع کیا گیا چنانچہ آپ کی دوا و دعا سے ایک ہی دن میں پھوڑا پکا پھوٹا اور زخم بھر گیا۔

اس کے شکرئے میں خلیفے کی والدہ نے یہ تھیلی آپ کی خدمت میں بھیجی تھی جو اب تک جیسی کی تیسی موجود ہے۔ یہ حالات سن کر متوکل نے سعید سے کہا کہ اس تھیلی کے ساتھ ایک اَور تھیلی اور تلوار پر سونے کا قبضہ چڑھا کر آپ کی خدمت میں لے جاؤ اور اس گستاخی و بے ادبی کے لئے معذرت کرو۔ سعید نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اپنی طرف سے اور خلیفے کی جانب سے بہت کچھ معذرت کی جس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ اور جنہوں نے (لوگوں پر) ظلم کئے ہیں۔ ان کو (مرنے پر) عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ کیسی جگہ اُن کو لوٹ کر جانا ہے +

ایک اور روایت یوں بیان کی گئی ہے۔ کہ آپ کے کسی بدخواہ نے متوکل کو اطلاع دی۔ کہ آپ سامان جنگ اکٹھا کر رہے ہیں اور خلافت لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے اس نے ترکوں کی ایک جماعت آپ کے گرفتار کر لانے کو بھیجی۔ یہ لوگ رات کے وقت آپ کے گھر میں گھس گئے۔ اس وقت آپ پشم کا جُبّہ پہنے پشمیں عمامہ سر پر باندھے قبلے کی جانب مُنہ کئے قرآن شریف کی آیات وعد و وعید نہایت خوش آوازی کے ساتھ تلاوت کر رہے تھے۔ آپ کے نیچے ریت اور کنکریوں کے سوا آپ کا کوئی بستر نہ تھا۔ وہ آپ کو اسی حالت میں گرفتار کر کے آدھی رات کے وقت متوکل کے پاس لے گئے جو شراب پی رہا تھا۔ جونہی اس کی نظر آپ پر پڑی آپ کے چہرے کے جلال کو دیکھ کر رُعب میں آگیا اور بڑی عزّت کے ساتھ آپ کو اپنے پاس بٹھا لیا اور شراب کا پیالہ جو ہاتھ میں لیا تھا آپ کی طرف بڑھایا۔ آپ نے شراب کے حرام ہونے کی بنا پر اس کے لینے سے معافی مانگی۔ متوکل نے اس عذر کو مان لیا اور آپ سے کسی شعر سنانے کی درخواست کی۔ آپ نے کہا میں اشعار کی طرف بہت کم توجّہ کرتا ہوں۔ مگر اُس نے اس پر اصرار کیا تو آپ نے دُنیا کی بے ثباتی اور موت

کے بارے میں اس خوش الحانی کے ساتھ ایک پُر درد لہجے میں چند اشعار سُنائے
کہ تمام حاضرین پر بہت اثر ہوا۔ متوکل رونے لگا اور اتنا رویا۔ کہ اُس کے
آنسو ڈاڑھی پر ٹپکنے لگے۔ سارے اہل محفل کا بھی یہی حال ہوا۔ آخر کار
مُتوکل نے اسی وقت شراب اُٹھوادی اور آپ سے کہا۔ اے ابوالحسن کیا آپ
پر کچھ قرض ہے۔ فرمایا ہاں چار ہزار دینار۔ اس نے اُسی وقت وہ رقم ادا کر دی
اور آپ کو بڑی عزّت و احترام کے ساتھ آپ کے گھر واپس کر دیا +

متوکل کے مارے جانے پر اس کا بیٹا المنتصر باللہ محمد ابو جعفر ۲۴۷ھ
سے ۲۴۸ھ تک تخت خلافت پر رہا۔ مگر اس نے آپ کو کیا کسی علوی کو بھی کوئی
تکلیف وایذا نہیں پُہنچائی۔ پھر ۲۴۸ھ سے ۲۵۲ھ تک معتصم کے بیٹے
المستعین باللہ ابوالعباس احمد نے حکومت پائی۔ مگر وہ پہلے تو چند علوی بزرگوں
کی بغاوتوں کے مٹانے میں مصروف رہا۔ پھر اس کی فوج نے اس سے ناراض ہو
ہوکر اسے گرفتار کیا اور قتل کر ڈالا۔ اس لئے آپ اس زمانے میں بھی دشمنوں
کی ایذا رسانی سے محفوظ رہے +

۲۵۲ھ سے ۲۵۵ھ تک المعتز باللہ محمد بن متوکل خلیفۂ بغداد رہا۔ اس کے
اخیر زمانہ میں آپ نے وفات پائی۔ جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ
معتز نے آپ کو زہر دلادی تھی۔ بہر حال چالیس اکتالیس برس کی عمر پاکر ۲۵۴ھ
میں پیر کے دن جنت کی راہ لی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔ کسی نے
۳ ماہ رجب بیان کی ہے۔ کسی نے ۲۵ یا ۲۷ یا ۲۸ جمادی الآخر +

آپ کی وفات پر آپ کے صاحبزادے جناب حسن عسکری موجود تھے۔
انہوں نے تجہیز وتکفین کی۔ نماز جنازہ پڑھائی اور سامرہ میں اپنے گھر کے اندر
دفن کیا۔ جہاں اب آپ کے اور آپ کے صاحبزادے جناب حسن عسکری
کے مزار پر عالیشان گنبد بنائے گئے ہیں اور زوّار وہاں کی زیارت
سے فیض پاتے ہیں +

ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت و وفات معلوم ہوتی ہے ؎

آں نقی زماں امام ہمام ہادیٔ خلق و رہنمائے انام
بود ذاتش خلاصۂ عالم قبلہ و کعبۂ بنی آدم
سال مولود او ز روئے سند اکمل الاکمل ست گفت خرد
لیک از روئے اختلاف سیر خواہ طاہر بخواں خواہ اطہر
بود دوشنبہ و سوم ز رجب کہ نقی شد بقرب حضرتِ رب
سال نقلش باتفاق جہاں گو نقی بود زیب دیں برخواں
سالِ ترحیل آں امام جہاں خردم گفت زیب عدن و جناں
باز سالِ وصالِ آں شہ دیں ساکن عدن شد بصدق و یقیں
مرقد عالیش بسامرہ داں روز و شب فاتحہ برو برخواں

آپ کی ایک ہی بی بی تھیں۔ اولاد میں ایک بیٹی اور چار یا چھ بیٹے تھے۔ جن میں سے حسن حسین اور جعفر کے نام تاریخوں میں مذکور ہیں +
کتابوں میں آپ کی بہت سی کرامات اور مناقب مذکور ہیں فضل و کمال اور حسن و جمال میں آپ اپنے آباؤ اجداد کی مثال تھے +

(۱۱) حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ بارہ اماموں میں سے گیارھویں امام ہیں۔ اور بارھویں آپ کے فرزند ارجمند +
اسم شریف حسنؓ ہے۔ کنیت ابو محمد۔ لقب زکی۔ ہادی۔ خالص۔ سراج عسکری۔ جن میں سے آخری اتنا مشہور ہے۔ کہ آپ حسن عسکری کے نام سے پہچانے جاتے ہیں +
آپ کے والد بزرگوار عالی تبار کا اسم مبارک علی نقی ہے۔ والدہ معظمہ کے اسمائے گرامی حدیث۔ سوسن اور سلیل بیان کئے گئے ہیں۔ جن میں سے

دوسرا (سوسن) مشہور ہے ✤
مولد شریف۔ بعض نے مدینہ اور بعض نے سر من رائے (سامرہ) لکھا ہے۔
تاریخ ولادت ۴ یا ۸ یا ۱۰ ربیع الاول بیان کی گئی ہے۔ اور مشہور یوں ہے کہ سنہ ولادت ۲۳۲ھ ہے۔ مگر بعض نے ۲۳۱ھ اور بعض نے ۲۳۳ھ بھی لکھا ہے۔
تولد کا دن کسی نے جمعہ۔ کسی نے خمیس اور کسی نے شنبہ بتایا ہے ✤
اپنے والد معظم کی وفات کے وقت ۲۲ سال کی عمر رکھتے تھے۔ ساری عمر سامرہ میں تشریف فرما رہے۔ المعتز باللہ کے مارے جانے پر واثق باللہ کا بیٹا المہتدی باللہ ۲۵۵ھ سے ۲۵۶ھ تک فرمانروا رہا اور ان دونوں نے گو آپ کو نظر بند رکھا مگر اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ بلکہ تعظیم و تکریم سے پیش آتے رہے جب ۲۵۶ھ میں المعتمد علے اللہ ابو العباس بن متوکل تخت خلافت پر بیٹھا تو اس کے زمانے میں بھی آپ مقید رہے۔ ایک دفعہ ملک میں سخت قحط پڑا ۔ بارش کی طرف سے جواب رہا۔ امساک باراں سے لوگ تنگ آ گئے تو تین دن متواتر المعتمد نے مسلمانوں سمیت نماز استسقا پڑھی۔ مگر بارش نہ ہونی تھی نہ ہوئی اس کے بعد چوتھے دن نصاریٰ نے باہر نکل کر دعا مانگی۔ تو فی الفور کھل کر مینہ برسا۔ پانچویں دن پھر نصاریٰ کے دعا مانگنے پر باران رحمت نے نزول کیا۔ اس واقعہ سے بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہوئے۔ اور اکثروں کے دل اپنے مذہب سے متذبذب ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر معتمد نے آپ کو زندان سے بلوایا اور امت محمدیہ کو اس بلا سے نجات دلانے پر آپ کی توجہ مبذول کی۔ آپ نے فرمایا کل پھر نصاریٰ بارش کے لئے دعا مانگیں معتمد نے کہا۔ اب تو مینہ کی ضرورت مٹ چکی۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں کے شکوک رفع کرنے کی خاطر اس کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ غرض خلیفے کے حکم کے مطابق چھٹے دن پھر نصاریٰ باہر نکلے۔ آپ بھی اور تمام مسلمان بھی ساتھ گئے۔ جب نصاریٰ کے بڑے پادری نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی تو بادل چھا گئے اور مینہ برسنے لگا۔ آپ نے پادری کے

ہاتھ کھلوائے تو اس میں انسان کی ہڈی تھی۔ آپ نے وہ ہڈی لے لی اور پادری سے کہا۔ پھر دُعا مانگو۔ اس نے جب ہاتھ اٹھائے تو بادل پھٹ گئے اور دھوپ نکل آئی۔ معتمد نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو فرمایا یہ ہڈی ایک خدا کے پیغمبر علیہ السلام کی ہے۔ جس کی برکت سے بارش ہوئی۔ ورنہ ان نصاریٰ کی دُعا میں کوئی اثر نہیں +

اس کے بعد معتمد نے آپ کو پھر محبس میں بھیج دیا۔ تاہم بظاہر آپ کی تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا۔ آخر کار آپ سنہ ۲۶۰ھ میں بیمار ہو کر عالم عقبےٰ کو روانہ ہوئے۔ ایک روایت میں یُوں آیا ہے کہ معتمد نے کھانے میں زہر ملا کر آپ کو شہید کرا دیا تھا +

آپ نے جمعے یا بدھ یا اتوار کے دن اٹھائیس انتیس سال کی عمر پا کر ۶ یا ۸ یا یکم ربیع الاول سنہ ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ مگر بعض نے ۲۲ محرم سنہ ۲۶۱ھ تاریخ وصال بیان کی ہے۔ آپ کا جنازہ بڑی شان و شوکت سے اٹھا اور معتمد خلیفہ نے ایسا برتاؤ کیا۔ کہ لوگوں کو اس امر کا خیال تک بھی نہ آئے کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ بالآخر آپ کے فرزند ارجمند نے نماز جنازہ پڑھا کر آپ کو آپ کے والد ماجد کے ساتھ سامرہ میں ہی دفن کر دیا +

ذیل کے اشعار سے آپ کی تاریخ ولادت و وفات ظاہر ہوتی ہے ؎

(۱)
حسن عسکری کہ معصوم است ہمچو آبائے خویش مسموم است
ذات او شاہباز اوج شرف عمدۂ دودمان شاہ نجف
سال مولود او بلطف قدیر مظہر الحق رقم نمود کبیر ۲۳۲
از محرم کہ بست و دویم بود روز یکشنبہ اش سفر فرمود ۲۶۰ھ
سال نقلش زراستی برخواں کہ شدہ صرف راست از دوراں
مرقد پاک او بسر من رائے عالمے را شد است عقدہ کشائے

(۲)
آں حسن عسکری امام جہاں محسن دہر و شاہ عالی شاں

قرۂ دیدۂ پیغمبر بود	نور چشم جناب حیدر بود
سن و سالِ ولادتِ آں شاہ	بحست سرور قطب عالی جاہ
سالِ تولید آں امامِ حسن	گشت پیدا از سید محسن
سالِ تولید آں امامِ ولی	گفت سرور کہ ہادی ابن نقی
پیر ہادی ست سال تولیدش	نیز مہر ہدا ست ترحیلش
ذات او بود نیرِ اقبال	نیر آمد عیاں سالِ وصال
سالِ ترحیل آں شہ مظلوم	گشت پیدا سید مسموم

آپ کے حرم میں صرف ایک ہی کنیز تھیں ۔جن کا اسم گرامی نرجس ہے ان سے صرف ایک بیٹے پیدا ہوئے جن کا مبارک نام محمد مہدی ہے + شکل وصورت ۔ اخلاق و عادات میں اپنے باپ دادوں کے مشابہ تھے ۔آپ کے سخاوکرم اور شہ سواری کی کتنی ہی روایتیں بیان کی گئی ہیں مناقب و فضائل علمی کمالات اور کرامات بھی بکثرت منقول ہیں +

(۱۲) حضرت امام محمد مہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپ بارھویں امام ہیں ۔اور آپ کے بارے میں اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کا سخت اختلاف ہے ۔اہل تشیع کا اعتقاد ہے ۔کہ آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی طرح عمر جاوید دی گئی ہے ۔چنانچہ آپ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہینگے لیکن بالفعل آدمیوں کی نظروں سے غائب ہیں اور آپ وہی مہدی آخرالزمان ہیں جن کی نسبت جناب رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا ہے ۔کہ آخر زمانے میں میری امت بلکہ میرے اہل بیت میں سے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے اُترنے سے پیشتر ایک شخص ظاہر ہوگا جسے مہدی کہینگے ۔وہ روے زمین سے کفر کی تاریکی کو مٹا کر چاروں طرف ایمان کی روشنی پھیلا دیگا ۔مگر اہل تسنن کہتے ہیں ۔کہ آپ مہدی آخر الزمان نہیں ہیں ۔وہ

آخری دور میں قیامت کے برپا ہونے سے کچھ ہی پہلے پیدا ہونگے۔ ان کا اسم گرامی محمد۔ والد شریف کا نام عبداللہ ہوگا حضرت مسیح علیہ السلام ان کی اقتدا کرینگے۔ اور دونو مل کر کافروں سے لڑینگے +

آپ کا اسم مبارک محمد ہے کنیت ابو القاسم۔ لقب مہدی۔ قائم منتظر۔ حجۃ اللہ۔ خلف الصالح۔ صاحب الزمان +

آپ کے والد معظم ومکرم کا اسم گرامی حسن عسکری رض ہے۔ والدۂ محترمہ کے مبارک نام خمط۔ صقیل۔ سوسن۔ اور نرجس بیان کئے گئے ہیں۔ جو قیصر روم کی پوتی تھیں۔ مگر اسیر ہو کر کنیزکوں کی طرح بغداد میں آئیں۔ اور جناب امام علی نقی رض نے جناب امام حسن رض عسکری کے لئے انہیں خرید کر لیا تھا +

آپ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے مشہور یوں ہے کہ جمعے کے دن ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو سر من رائے (سامرہ) میں پیدا ہوئے۔ مگر بعض نے ۱۵ یا ۱۳ یا ۲۳ رمضان اور بعض نے ۸ شعبان تاریخ تولد اور سنہ ولادت ۲۵۶ھ یا ۲۵۸ھ بیان کیا ہے +

ابھی آپ پانچ سال کی عمر میں تھے کہ آپ کے والد ماجد نے وفات پائی۔ کہا گیا ہے کہ معتمد خلیفہ نے امام حسن عسکری رض کی وفات کے بعد اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ آپ کو بھی گرفتار کر کے شہید کر ڈالیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل کے لئے جب ملازم آپ کے گھر آئے تو آپ تہ خانے میں چلے گئے۔ اور وہیں غائب ہو گئے +

ایک اور روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ۲۶۵ھ یا ۲۶۶ھ میں جبکہ آپ کی عمر نو یا دس سال کی تھی اپنی والدہ محترمہ کی آنکھوں کے سامنے سرداب (تہ خانہ) میں داخل ہوئے۔ وہ دیکھتی کی دیکھتی رہ گئیں۔ مگر آپ غائب ہو گئے اور پھر وہاں سے نہیں نکلے +

آپ کے والد ماجد کی وفات پر آپ کے چچا جعفر نے جن کو جعفر کذّاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے امامت کا دعوےٰ کیا۔ اور انہوں نے سوگواری وتعزیت کے مراسم ادا کئے۔ مگر نہ تو حکومت وقت نے ان کو امام حسن عسکری رض

کا جانشین تسلیم کیا۔ اور نہ عام لوگوں کا ہی ان کی طرف رجوع ہؤا۔ کیونکہ اُن کے
ں و عادات شریعت و اتّقا کے رُو سے کچھ قابل تحسین نہ تھے +
ذیل کی نظم میں آپ کی تاریخ ولادت۔ غیبت و وفات کے متعلق بحث
ی ہے جو قابل غور و توجہ ہے ؎

آنکہ اوست مہدیٔ ہادیٔ خلق
ذات والای اوست شادیٔ خلق

سال مولود آں امام زماں
۲۵۵ ہمیں عیسےٰ آمدست عیاں

باز از روے اختلاف جہاں
۲۵۸ مہدی صاحب زماں برخواں

جمعہ و ہفتم محرم بود
کہ ز آفاق غیبتش فرمود

مظہر سال غیبتش بسند
۲۶۴ مہدی صاحب جناں آمد

اختلافِ ولادتِ آں شاہ
ہست پیدا میان خلق اللہ

کافہ منکر از ولادت اوست
فرقہ معترف بغیبت اوست

فرقہ معترف برحلت اوست
قولہا در جناب حضرت اوست

آنکہ او معترف بہ غیبت شد
ایں چنیں قائم و بحجّت شد

عیسےٰ و خضر ہم خرِ دجال
زندہ ہستند اے ستودہ خصال

زندہ از لُطف ایزد متعال
باشد ار صاحب زماں چہ محال

در حدیث آمدست لفظ خروج
چوں خروج شعاع مہ بعروج

ایں سخن بر وجود اوست دلیل
کہ بروں ست از تولد قبیل

منکرے زیں سخن گروہے ہست
دارد او نیز حجتے در دست

تا قیامت بذات او سادات
ہست قائم بصد ہزار صفات

یعنی از نسل سیّد عالی
مے شود صاحب زمان والی

نسل سادات منقطع نشدہ
فیض از نطفہ مندرج نشدہ

یخرج الحے حجتے ست متیں
بر تولد بر و بمصحف بیں

لیک از علم ایں قدر دانم
پیش ذو العقل ایں قدر خوانم